1817

گلدستۂ پنج

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" و ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

۱۹۱۵ء

بہ اہتمام پنڈت کشن پرشاد کول ایڈیٹر و پبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

 اول ایڈیشن ۲۰۰۰ قیمت عہ

فہرست مضامین

پولیٹکل شطرنج

(مشرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہی یہاں پر صرف اسقدر بتا دینا کافی ہی کہ سیاہ بازی روسیہ کی اور سفید بازی انگلنڈ کی ہے۔ اور حا ۱۱ ،، ۳۰ ، ۵ ،، ۴۷)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہو جاتی تو اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار اس سے بہتر اور کوئی نہین ہو سکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بہی قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بہی ضایع ہونیسے بچ جاویگا۔ پس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تہا۔ لیکن جناب راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیہ ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطہ امکان سے باہر تہا۔ یعنی بعض نہایت اعلی د[illegible] کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تہا کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک ہمکو پورا ذخیرہ اودھ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی۔ اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچہو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتہہ ہجر نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔

اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست اور قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہی اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ بریں پنڈت منوہر ناتہہ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبہی مجہہ کو ضرورت ہوئی کبہی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ نے تینتس پینتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گور غریبان مین اکثر ایسے اہل کمال و فن ہین جن کے قلم کی دہاک دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھ چکا تہا۔ ۱۸۳۶ع مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ع مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اُٹھائی - اس چالیس[1] سال کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا۔ کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا۔ کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے - عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہوگیا - اور وہ اخبار ابھی تک اپنے بڑھاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہی وہی جب تہا - انکے علاوہ اودھ پنچ کی شاعت

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بھارت متر اور زمانہ مین شائع ہوا تہا۔

کے قبل بہت سے اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طے کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے
کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے۔ بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا
اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تھی عام طور سے ان اخبارون کا نہ کوئی خاص پولٹیکل یا سوشل
مسلک تہا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے۔ اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور
ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنہون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ مغربی اصولون پر
اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا۔ ہندوستانی کا دور اودھ پنچ کے
چھ سال بعد شروع ہوا اور جس پولٹیکل روشنی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تہا اسنے بہی اپنے
ذات کی طرح پولٹیکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تہا مگر
پولٹیکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تہا۔ اسکا مستقل سوشل اور پولٹیکل مسلک تہا۔
اس صوبہ مین ہندوستانی کانگرس کا چراغ سمجھا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی
روشنی کا گذر نہ تہا وہان اودھ پنچ کی بجلی چکا چوند پیدا کرتی تہی۔ سوشل اصلاح کے معاملہ
مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تہا نئی روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش
کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین پہونچا۔ ظرافت کے اعتبار سے
یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تہا۔ اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ
اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ دنیا کی ٹھوکرین کہا کر ختم ہو گئے۔ زمانہ سے کسی کو شہرت و ناموری کی
سند نہین ملی۔ اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین
جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کے دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کر سکتے ہین
(۱) اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تہا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے
جو پہبتی اس مین نکل جاتی تہی وہ ہندوستان زبان پر رہتی تہی اور دور دور مشہور ہو جاتی تہی

مگر قوموں کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہی اوسکے دیکھتے ہوے ہم اودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہی۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہی تو اردو زبان کے عاشق کو غالب کے خطوں پر نظر ڈالنا چاہیے۔ اردو نثر کے ان جواہرات مین جہان اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش نہین ہی۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین مگر طبیعت کی شوخی متین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہی اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ کا نور پیدا کر دیتی ہی۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو اتناہی زیادہ لطف آتا ہی۔ اودھ پنچ کے ظریفوں کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہی۔ ان کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر ۔ ۔ ۔ ۔ جو مظلوم ان تیروں کا نشانہ ہوتا ہی وہ روتا ہی اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ ان کے نقرہ دل مین ہلکی سی چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیرلب مسکراہٹ سے الگ ہی۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہی اور انکے قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کر لینا پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہی مگر ایک حد تک قابل معافی ہی۔ اودھ پنچ کے ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی جاتی تھین۔ اب زمانہ کے ساتھہ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہی۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے۔

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج پھول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین
ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا
مصنوعی زیور اُتار کر جس مین سوا ے کاغذی پھولون کے کچھہ نہ تھا ایسے پھولون سے آراستہ کیا
جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تھا۔ اودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر
کی پرستش ہوتی تھی اور عام مذاق تصنّع و بناوٹ کی طرف مائل تھا اُس زمانے مین جو
اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تھی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین
آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودہ پنچ کا بہت بڑا
حصّہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف
بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربھون ناتھہ ہجر نواب سید محمد آزاد۔
بابو جوالا پرشاد برق۔۔ منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین
ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد
ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دھنی بھی ہین۔ ان کی عبارت شوخی و تازگی اور
خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون
مین طبیعت کے چلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال
اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی
احمد علی صاحب شوق کی مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ
تحقیقات کا خاص لطف ہی حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی
مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے
بد مذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کی

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نوابزادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی۔ منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑہنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑہنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بہی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تہی اور اب بہی اگر
کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت
اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تہا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تہا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہو اسکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
بہریے۔ بارہ ماسے۔ ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تھین کہ پڑھنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودھ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستۂ پنچ کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئیے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودھ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردودان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودھ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودھ پنچ عاشق تھا اُسی رنگ مین وہ بھی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئیے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودھ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بھی پیدا کیا۔

اودھ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ اودھ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بھی اودھ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پھول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودھ پنچ نے اودھ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکھا تھا اور اسکے حال پر اودھ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تھی۔ جب سرشار اودھ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتین بے قابو ہو تی گئین اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہر بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہر۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودھ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ اِن اعتراضات کی حقیقت یہ ہی کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودھ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہر۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودھ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودھ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہر جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہر۔

اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودھ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچہار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودھ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

---

[1] اودھ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجہ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تہا ؎ تیر ہماری حملون سے حالی کا حال ہر ٭ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہر مؤلف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہی مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوی یہ ماننا پڑیگا کہ اودہ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تہی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودہ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبہی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودہ پنچ کے ظریفون کے دل مین لکہنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تہا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکہنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹہانا پڑا اور اودہ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بہی تہا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تہوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودہ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکہنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھہ تاریخی حیثیت سے یہ بہی لکہا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودہ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اُڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجہا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودہ پنچ کی بجہتی ہوئی آگ کچہہ ایسی بہڑک اوٹہی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثر نگاری پر

اعتراضات شایع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیان چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہی۔ اِن مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوتی رہی اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سے رعایا کا خادم اور سرکار کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔ اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شایع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اسے ہنسکر ٹالدیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہٰذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جھٹکے
دھچکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے
ابتدا مین جب سر سید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل
کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا
نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل پمپیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو۔ ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون
سر سید مرحوم اور رفقت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے
اس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دہار
تقریرون کے علاوہ اودہ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے
جوہر دکہا رہی تہی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تہا
توشہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت
کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کہل گئے
لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودہ پنچ
مین " انڈے بچے والی چیل چلہار " کے عنوان سے شایع ہوا تہا۔ اکثر مزاج ایسے
ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گہونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی
چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین
اس خدمت کا انجام دینے والا اودہ پنچ تہا۔ مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کی بارہ مین اودہ پنچ کا
طرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تہا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی
مخالفت نہین کی بلکہ سر سید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی
شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہو گئی تہی اسکی بہی سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان　　اکبر زمین مین ملے غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچھا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا　　کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح ورفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودہ پنچ کی ترقی دوقعت کا راز بہت کچہہ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھہ وابستہ ہی منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھُٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت وتکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکہی بیماری کی زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچہتا تہا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا وعلاج سے مایوس ہوچکے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو۔ بلاعلاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتھہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تھے۔ دنیا کے ناہموار کا واک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لکتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم و ملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی
دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت انھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھہ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس ... عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈہلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم و برہم ہونے لگا۔ ستم ظریف اور ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کر دیا تہا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھہ رہی سہی آب و تاب باقی تہی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودہ پنچ
کا نام بکتا تہا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تہا تو اُسکی
دہوم ہو جاتی تہی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم و نثر کے مضامین بھی شایع ہوتے رہتے تہے۔ مگر اودہ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تہی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت و غیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکہین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مدنہ تہی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔ لکھتے ہین

”مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہی۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھہ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچھہ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا برا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھہ تہا“

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل ڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی کہ ؎

گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تودم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودھ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار۔ یہ وہ نازک زمانہ تھا کہ اگر اودھ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودھ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔

غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودھ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودھ پنچ کی جگہہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہہ خالی رہیگی۔
مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی۔
آج اودھ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

چکبست لکھنوی
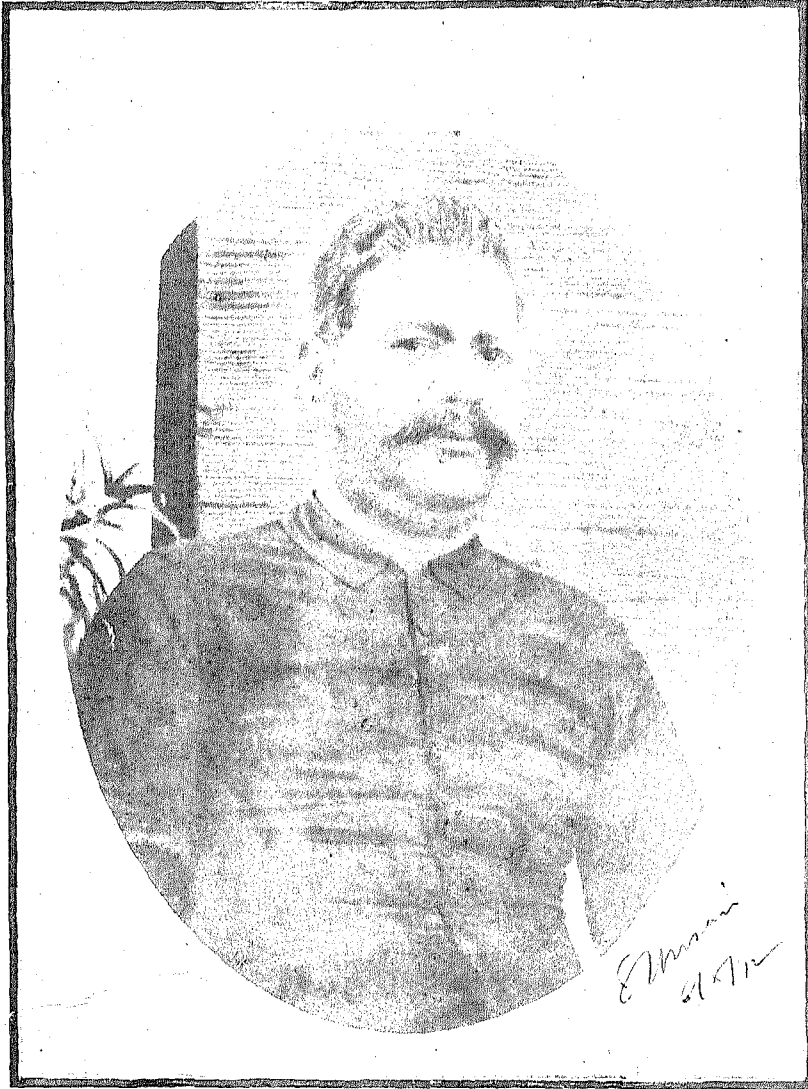
منشی سید محمد سجاد حسین مرحوم اڈیٹر اودھ پنچ

پیدائش سنہ ۱۸۵۶ء　　　　وفات سنہ ۱۹۱۵ء

انڈین پریس الہ آباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال وعالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری
پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدر آباد میں سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب
فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدر آباد میں بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز
تھے اور ریاست میں آپکا بہت اعجاز سوخ تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں سنہ ۱۸۵۶ع میں پیدا ہوئے
اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے سنہ ۱۸۷۳ع میں
انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی
پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اُچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے
کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اُردو پڑہانے پر
منشی مقرر ہوئے لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے
اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد
میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں
آپکے شریک تھے اور انہیں کی مشورہ و شرکت سے سنہ ۱۸۷۷ع میں اودھ پنچ کی بنا پڑی
منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان وجادو قلم
نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے
انہیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خانصاحب
آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق۔
منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پنڈت رتن ناتھ
سرشار بھی اول دو سال تک اپنے قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے
لیکن بعد میں آپس میں کچھ اُلجھن پیدا ہو گئی اور وہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب
علیگڈھ کی تحریک و سرسید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت
میں قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے سنہ ۱۸۸۷ع میں

نیشنل کانگریس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے سنہ ۱۹۰۱ء مین پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چندماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے۔ سنہ ۱۹۰۹ء مین فالج کا دوسرا دورہ ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب بالکل جاتی رہی تھی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن بات سمجھہ مین نہین آتی تھی مگر چل پھر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تھا۔ متواتر علالت۔ ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی کا گذرا و بالآخر سنہ ۱۹۱۲ء مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روزبروز بُری ہوتی گئی اور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو اس دارالمحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین

نشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے موجد۔ لکھنو کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔ آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکھا اور آزادی و ایمانداری کو کبھی بھولے سے بھی ہاتھہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک نبھایا کسی حالتمین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تھی و بذلہ سنجی و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تھی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بھی حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تھی۔ آپ کے قدردانون مین آنریبل پنڈت بشن نراین در۔ آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی نامی خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

کہلے خط وسربستہ مضامین

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض و عناد کے جہونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑہکر مناسب دنیا مین شاید ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پہٹ پہٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑہا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دہرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا و ارادۃً۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکہون تمہارے دشمن دس اچہا کہتے ہین تو بیس برا بہی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیر خواہ۔ جان نثار۔ اور وہ ہیچ ان عیوب سے ایسا دور ہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجہتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنا لیا ہی۔ مگر واضح رہی دو صورتو نمین بنایا جاتا ہے

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور
کہلی بازا اپنے ڈہب کا اوسے پاتے ہون۔

دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچہہ حرکات سکنات
یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہو جائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔
بہر نوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکہنے والون کا الو کہین نہین گیا۔
جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ
غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا
تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔

مگر اسمین بہی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت و اتفاق
کو کوئی ڈزریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈاسٹن۔ مگر ایتو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی
سر ہے۔ اور سچ بہی یہ ہی کہ اُسکے مستحق بہی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن
پالیسی کبہی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ و فلاح۔ آرائش و زیبائش۔
ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔
مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے
ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچہے خانساماں اور ہوشیار
خدمتگار رہو۔ پکا پکایا کہانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی
پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دہول بکائن کے پہول۔ تم نہین
جانتے کہ طرح طرح کے کہانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب
دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفر اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو
کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی
ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی اور رکابدار
سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز
اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی
خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ
پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دہوم دہام کہ عالم
گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدھ تو آستین
ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تھپے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائی تو تمہارا
قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ نہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ
رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے
دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ ہر طرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے
بڑے بڑے آفکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سی اطمینان ہے
مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائی۔
فی الحال اہل الرایون نے تمکو اور بہی بوکھلا رکھا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سر بلند کیے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین شورش بیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھہ کسی قوم یا معاملہ کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودانی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغنا موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ۔ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلاے بوغنا پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دارالسلطنۃ پر قبضہ کیا۔
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے ادہر ہوئے۔
ادہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی۔ اگر کسی حصہ ملک کو اونکے حوالے بھی کر دیا تب بھی مطلب حاصل نہو گا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
او دہر اطمینان ہوا کہ مکّے اور ٹرکی پر لپکا۔

وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔
اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس
کاہلی سے جو نتایج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل
"دکچھ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھ پانوٗن نہ ہلائے۔
مگر ابتو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیون
کو بچھتا تا ہے۔

چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی
مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان
سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گہبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔
گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔
زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈ اسٹن صاحب ظلہ کمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کر چکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن
سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین
ایفاے وعدہ وراستی تقریر و تحریر فی زمانناجوہر انسانی تصور کی جاتی ہی۔

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکھتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔

مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چھوڑا تھا۔ یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چھوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی طرف کوئی اشارہ نہ سمجھنا۔ میرا دستور ہی کہ ہر کس دنا کس سے پتے کی دل لگی نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین مخجل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے سر دست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتا سیرتا بچھیا کے باوا تھے۔ اوسپر آجکل کی چکر گھنیون نے اور بہی کو لہو کا بیل بنا دیا ہی۔ برداشتہ خاطر تو ہو ہی رہے ہو۔ اگر دوٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کر دو گے۔ دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجھ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو۔ وہ دو قدم آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ محبوبہ کے جھونٹے۔ جب وہ شخص از راہ غمزۂ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے کہانا نہین پکاتی۔

اچھا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچھہ انصاف و شرم و کانشنس ہے

پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پہنسی نے کیسا ڈل باندھا ہے اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ پہنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پہوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔ مصر بیچارے خود کچھہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین پادریعنی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون اور کچھہ خود غرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین مگر یہ بہی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوّا لڑتا تہا۔ تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چہٹانے یونہین ہاتہہ کی صفائی دکہانی کو بازاری لونڈے لاڑی بہی ارد گرد اپنی دمڑچی اور ڈہیلچی کنکیان بڑہائے رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلدباز اور عجلت پسند تہے کہ جب تک دوسری طرف جہکیے آپ اونہین کنکیون سے اولجہہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے ۔ اچہے اچہے شدہو کنکوے اور نفیس مانجہا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب اودہر کا سر پہ تڑ تڑا یا تو حضرت ہاتہہ لگانے کی جگہہ ہاتہہ ملنے لگے۔

پس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی۔

ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین یہ قضیہ بہی گذشتہ وزارت نے ترکہ چہوڑا ہی۔ اور تم بیچاری کے سر پڑا

لیکن یہ بہی تو سمجھ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین۔ بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہو رہے۔ پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی۔ آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکھکر تو سر پیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین۔ دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔ خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچھ درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا۔ ابہی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے۔ وہان سرے سی متزلزل ومبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے۔ پس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ رکہا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو کہ اسکی فوج وہان بہیجوا دو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے۔ تو یہ سمجھ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہوگے۔ مگر مجھے سردست صراحۃً منظور نہین۔ مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا۔

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتی تھی — اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر

ہان ایک اٹلی ہے۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچھہ نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار ہند کرواکر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سے ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو الباما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سست کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہونے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار باشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی ٹوپی اتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکھتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے۔ جس دہن اور ڈہرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہارہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین۔ اور کون انوکھے شگوفے سر بلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پایگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغنا۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت۔ ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوف۔ آخر عالم اسباب مین جہگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین۔ کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کہپانے کوشش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بہاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بھروسا تھا مین نے اونکی قلعی بھی کہولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو یا لیسی یعنی فتاحی کی حکمت علی بالکل ترک کیجائے۔

مہدی و عثمان دیغا وغیرہ کی عداوت سینۂ بے کینہ سے آزاد ہو۔ اب جسقدر قبض و تصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔ اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول بیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔ ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھہ حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن دل مین رکھتے ہین کہ آیت حدیث غلط۔ ع

حکم جورو جی بہ از حکم خداست　　　انچہ جورو جی بفرماید روست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ و سنان کر رہے۔ خدا گنج کی نوآبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین مگر یہان مسیحاے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا قانون انھین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا اھل گوئی پہ ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و
مطبوع - پس اسی طرح سمجھ لو تمکو بہی روس کے ساتھ حسن عقیدت ہی - تمہارا
دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک
حرف بہی اوسمین سما سکے - تم بیچارے اوسکے فتنۂ و فساد کا ادراک ہی
نہین کر سکتے - تم مین فربودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتی - آن سلطنت -
صولت و شوکت شہنشاہی - شکوہ و شان قیصری کیا ہی - پہر اوسکی کمی بیشی کا
اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی -

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچار کہا ہی - علاوہ اسکے دو
حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا -
اول تو مختلف تعصبات مذہبی - قابو پرستی - تنگ نظری کی بدولت تمہاری
دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے
ساتھہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا - یونان کی بادشاہت نئے سرے سے
قائم ہوگئی - کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تہی وہ قوت مین کم ہوئی -
مگر یہ بہی سمجھہ لو تم نے ایک دوست کے ساتھہ گہاٹ کے وقت پہ کنائی کاٹی -
سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا - یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو
مذہبی سلطنت سمجھتے ہو - اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر
اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر
قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا - حال کی
جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسروٹیو پارٹی برسر حکومت تہی - اور جو امر فرو گذاشت

ہوا اوسکا عذاب تو اب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین
کیسے شریک غالب رہے۔ جھوٹ یا سچ جو کچھہ وہ کرنے والے تھے تمنے
ہفتہ ہفتہ بھر مین دو دو لمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو باز رکھا۔ بلگیریا
کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تھا۔ مگر اب فرمائیے بارہ سو
افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتھہ کے لوگ
بے رحمی فضل سے کہیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک
عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرڈالی
اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ؎

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست بس جان بلب آمد کہ بر وکس نہ گریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پھر اسکا نتیجہ کھلا ہی رکھا ہی کہ وسط ایشیا مین
کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکھو تو کیا۔ اب
روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دھمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی
بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات
مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بھگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر روس کی سی
مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کے ثمرے اوٹھائیگی۔

دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تھا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین
رکھ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پاسکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی
تو پھر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تھا۔ اسمین
اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی - ادہمین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی - حالانکہ قندہار پر قبضہ رکہنا لازم تہا - خیر جو ہونا تہا ہوگیا - اب روس نے قدم بڑہایا - اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی - مین اس جگہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین - مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلی - اگر کوئی اچہی سوچی بہی تو انجام بخوش اسلوبی نہوسکا - کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تہی کہ باید و شاید - مگر وہی دم کی کسر رہ گئی - جسکا اعادہ فضول ہی -

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرد چاک و چرابی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے - اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا - جو ہونا تہا ہوگیا - تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا - تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجہ لیگا - اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی - سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا - اب ~~ہ~~

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع   صاحب غیرت شود یا زیرک پلوٹسٹ

سر پبعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی مینارون اور وسط ایشیا کے لق و دق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین - اور پیٹر معنے پیٹنے والا (از علامت فاعل) لمس معنی چہونا - ڈن یا دن آواز توپ بندوق - پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چہوٹ جاتا ہی - آدمی کاہے کو چاندی کی بارود ہے - خشکی کا تارپیڈو ہی - مگر افسوس تمہاری

کابلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔ اوراب اگرچھوٹا ہی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر بم کے گولے کی طرح سیدھا اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کھیئے اور سارے کمیشن کو بلا لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بھیجیے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ ایک طرف یون ہی دو شخص جب کسی جگہہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سے خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلیس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کرر کہا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچہتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو۔ کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بہی برابر سمجہون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر
قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا
وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد
اصلی کو اس طرح سنٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا
یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا
۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔
اونکو پروا ہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔
تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر
جلال آباد۔ قطع۔ پشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی
اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین
چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی
روس کے سر مڑ ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دو تو نکے اپنے خزانے
سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی۔ سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔
اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان
طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔
افاغنہ تالیان اور نعلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔
چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھ اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔
تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔
ملکہ اینکہ ان اہم معاملات کی علاوہ اور چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین جو بولس رستی کی ساتھ خود درست ہو جائینگے

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۱

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا۔ اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام جہام مین خود سری وخود رائی کے منہ زور رہوا سپر سواری کی نوبت نہین آتی۔ اور محض زمانہ کی ہوا۔ قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کر لینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سے واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکہنا اور ٹرین چلانا صرف کار بیست کہ فراست حاکم میخواہد۔ اور باقی دنیا کے سارے بکہیڑے جہنجہٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے۔ مگر پہر بہی بندہ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی۔ چونکہ میرے علم ویقین مین تم بہی انسان اشرف البنیان ہو۔ لہذا تمکو بہی ایسے خرخشون سے مبرا ومنزا نہین پاتا۔ اور ضرورت دیکہتا ہون کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈ اسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچادون۔

آجکل معاملات کا قوام بہت کچہہ بگڑا معلوم ہوتا ہی۔ اگر فعالۂ اولو العزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑہکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکہائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا۔ کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گہٹ گہٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکہاتی ہی۔ مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ذرا سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے
کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی
ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے
امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت
کرے۔ پس انسان لامحالہ چار ناچار طوعًا و کرہًا بہت سے افعال اسی وجہ
سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم
اور ضروری کام عمومًا عالمون اور خصوصًا تمہارے واسطے زمانے اور قوم
کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی
چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل اور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا کمث زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو
ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی
اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ
مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گھن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور
انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی
ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان
سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا غوض و فکر اور داہنے بائین دیکھے
دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجھتی ہی۔ اس کے علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چہڑی۔

مگر کون کہہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہو گی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونوں ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ اوسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کے ساتہہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات و ممات صحت و عارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتہہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبھلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات ہین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت بر کنارست

پر عمل کرکے پھونک پھونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولیٹکل مباحث بے شک مجھے پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی مین بوجہ تکبر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کبھی۔ و دیگر اسباب خفیف وعظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کے ساتھون ساتھہ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ و بوستان کی ہری بہری سبز و شاداب تناور درخت سموم علم نظری وظاہری کی جھونکون سے جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے ٹنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری ومعنوی طور سے خودسر وآزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سے نہین دیکھہ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجھہ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلے سلام کرچکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس و تسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہوچکی ہی۔ اگر کچھہ ہی تو تقدس کی جگہہ وضعداری۔

خلقی ورنیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کرسکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھلے خطوط اور بستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچہ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہوچکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجبز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجہتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ بُرا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سر اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس ہی اندہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا جن مین شخصی سلطنت بھی شامل ہی حامی ہو بادشاہون کی ذات کے واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو یہ سمجھو کہ آزادگی

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ
ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے
بارے مین قوم کی خست بہت کچہہ سمجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے
جگرے مین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بہلا کچہہ تو ہی کہ ہر اولو العزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت
دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ
نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس
ملک کی خوبیان مجہپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل
زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہو کر ادہر کا قصد
کیا تہا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے
برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو
ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تہا۔ جب تک ہندوستان
انگلستان کا ضمیمہ و دُم چہلا بنا رہیگا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا
گیند وہڑ کا ہوگا۔ وہان کا ادنی سے ادنی گورا ہندوستان مین دیوتا
بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکہہ روپیہ
کی بات تمکو یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم
رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی
جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ پس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک
ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہی۔ ع

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی　　　حورون پہ مر رہا ہے یہ ۔۔۔۔ یست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہٖ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض با صفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بہروسا کر اور بارود خشک رکھو) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت و سطوت کا ہی۔ گلیڈ اسٹن ورر آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچھہ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خود غرض اور

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لی- مگر تمہاری خدمت پر جو انی پر اکر تی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون- اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے- اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کرو کہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچا ئو جسنے اورنگ زیب سے دستی کے واسطے لیا- اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا- اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ- اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا او
اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو- ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح-

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۴

بنام مہاراجہ کشمیر

مہاراجہ صاحب- آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتیا ہے- عرصۂ کائنات مین وہ
ہم ہیچ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی- مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین- اور خاصکر جب محل اور موقع دیکھا ہی-
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی- اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون- تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی- شائد پھڑک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے-
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپونکا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت- ریاست-

سلطنت چھوڑ جانے والے ہوں دنیا میں چنداں رنج و تاسف نہیں پیدا کرتا بعض جگہہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی - اور ادہر صاحبزادہ بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے - ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مرو گے نہیں - ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہیں لطف ریاست کب اوٹھائیں گے - پس اب نہ تو میری صلاح ہی - اور نہ غالباً تمہارا دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا - مضی ما مضی - اب ریاست کا جھگڑا - ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی -

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ و فلاح کے احکام جاری کیے - اوس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ بہ مدت کے سوچے ہوئے ہیں - بلکہ اسکا بہی پتا چلتا ہی کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف دہ مراسم کی قدر اوسیقدر تمہارے ذہن میں ہی جتنی ہونا چاہیے - بات تو اچھی ہی بشرطیکہ تمہارے دماغ سے نکلی ہو -

تمہارا ملک دستکاری - نفاست میوہ جات - لطافت - موسم - خوبی - آب و ہوا میں ضرب المثل - مگر ساتھی اوسکے بدانتظامی و بدحالی میں شہرۂ آفاق ہی - تمہارے خوشامدیوں نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظریں پیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوا دی - عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا تو اس سے نہ شالبافوں نے گاڑھی کمائی کا پورا جورہ پایا - نہ مفلوک اور کنگال مسلمان خوش ہوئے -

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی -

ہاتھہ پانون بچائے　　　　　اور موذی کو ٹرخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلمرغ مین جشن اوڑاؤ
کس نے پرسند کہ بھیا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمہین کو بیم ورجا مین نہین رکھتا
سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکبر کود مچاتا پھرتا ہی۔
ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔
بازار مین جدہر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر نو دو گیارہ
ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ
نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی الفت مین
چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل
مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی
داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ
درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون
کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا و عمدًا گھوڑون پر سے گر گر
پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی
وضعداری۔ سلاست روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی
ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس اودہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹکے کا ڈر
شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑانے۔ یا پانی گندہ کا
بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت ہو

وہ کم ہی۔ برمحل کار روائی کرنے والے تو گھات کے منتظر ہی رہتے ہین۔
والیان ملک کچھ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالباً نکو باگرم ہی پیٹا جائے۔
مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر اوسان نہ کھونا۔ قیام
رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت و نادانی نہین ہے
من نگویم کہ این مکن آن کن   مصلحت بین و کار آسان کن
اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے
مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہاری ابا جان کو اودہ پنچ
نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے۔
ورنہ ما بخیر شما بسلامت ع
برر سولان بلاغ باشد و بس

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین
نمبر ۲
بنام حضور نظام دکن

ڈیر یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک
کھایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پرانا خرانٹ ناصح بہت کچھ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون
اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کار روائی کرتا ہی
یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی اور آج
سے نہین جب سے تمہارے وزیر با تدبیر سر سالار جنگ اس جہان سی سدہارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دہتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
ور سگہڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلو تہی کیجیے۔
نادانستہ غفلت کی تب لیجیے کچھہ نہ کچھہ بیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھہ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہوگیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
ور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہو گا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
و خلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوصاً ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل و مصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھہ کر گزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیر خواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو
خوب ادا کیا۔ مگر ؎
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را
لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات۔ سوء ادبی کی حد تک پہونچ
جاتی ہی۔ سب خاک مین ملائے دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا
کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار
نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا۔
بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے
اپنی اولاد کی آئندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجہا
کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہو کر کاروبار سیکہا کرے۔ تو
غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت
بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے
صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے
بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر
اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ میرے جیتے جی سیکہ جائین گے۔ آگے
کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے۔
مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے۔
اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔
کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چہوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب سنئیے حضرت داخل دربار ہو کر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی بآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈہنے۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھہ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم۔ سمور۔ قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہے۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا۔ برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکال دو دربار سے۔ گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔ اجی بھئی جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہہ تھی نہین۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخر کار بعد تلاش ایک کونے مین ڈیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا۔ لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہے؟"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا۔ واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہے تم نے بہی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بد حد ہو چکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بہی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہے۔

اس موقع پر پہونچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ کرنا اپنی بہروسے پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہو رہا ہے سوچتا بہت ہے۔ کر کچھ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ رکری تلوارین۔ سردیا ئے پڑا قے کام نہین دے سکتے۔

پیٹا۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہو گئی ہے۔ دو چار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے ہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہے۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی اُلٹا کرتے ہین۔ اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے

گھوڑ دوڑ - تفریح امرا اور رؤسا کے واسطے مردانہ کھیل ہی - مگر وہی بوقت فرصت "
ہم نے یہ بھی سُنا ہی بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین - اور غالبًا
یہی وجہ اور یہی بار بار انتظام بدلنے کی ہوگی - خیر سر دست اور کچھ نہین -
اس تجارت پر محصول چنگی تو تم ہی قائم کردو -
اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین - انشاءاللہ
دوسرے خط مین لکھے جائینگے -

کھلے خطوط اور سر بستہ مضامین

نمبر ۶

بنام نظام دکن

ڈیر - مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھ چکا ہون - کہ تمکو اپنے ہی دل سے استخارہ کرنا چاہیے - اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا - نہین - ہین - اور متعدد ہین - مگر اون کو پہچاننا - اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی - دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے - مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تھی - یہ سمجھ لو جسقدر تیز چست چالاک گھوڑا ہوگا - اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا - مین تمکو ایک لٹکا فقیرون کا بتاتا ہون - گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے کی وجہ سے تم قدر نہ کرو - مگر سمجھو لو کہ کشود کار یہ سر انجام مہمات - حصول مقصد

کے واسطے منتر ہی تو ہی - اور خزانہ ترقی کے لیے کلید ہی تو ہی یعنے جب غور کر لیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کی واسطے مفید ہی - اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری - تو پھر ہر وقت ہر لحہ - ہر جگہہ اوسکا خیال رکھنا فرض ہے - اسی کا نام دُھن ہی - جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا - تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین - جنہین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے - تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا - پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین - پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے بکہیڑے شروع کردیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُھن نہ بندہنے پائے - گو تم کم سن تہے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی و اپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو - اوس کو مرتے مرتے یہی دہن رہی - اب انصاف کرو - اوسکے بعد پھر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا - ملک وہی - والی ملک وہی - برار وہی - سرکار وہی - مگر افسوس انگریزی مثل دو کوشش کرو کوشش کرو - اور پہر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین - ممکن ہی تمہارے دل پر ایسا اثر ڈالا گیا ہو - کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون - یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو - مگر سمجھ لو اگر تم کچھ کہو گے تو ایسے ہی مہات سر کرنے سے ورنہ کٹہ پتلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی -

ایک اور بات انہین مین کہتا ہون - کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین - صرف یہی وجہہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر مختار

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات رکھتی ہو۔ پس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچھہ ہین یہی لوگ حضرات اختیار صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنے ہی اختیارات وسیع رکھا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو۔ اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو یا وزیر کا بھائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہانتک ہی۔ اگر ملک غارت بھی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لُٹا دو تو اپنے اختیار سے۔ کسی ہیادے کو نوکر رکھو اپنے اختیار سے۔ غرضکہ جو کچھہ چاہو بجا کرو اپنے اختیار سے۔

ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی ویسا ہی۔ مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے۔ پُرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکھا۔ بلکہ اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل نہایت سہولت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار کیے جائین گے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی۔ اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ وزن یاد کیجیے۔ جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبًا وہ رفع ہوگئی ہوگی۔ اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی۔ کہ ابتک مین نے کیا کیا۔ اور کیا کرنے کو باقی ہی لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچہے نظر پہیر دیتا ہی۔ خیر یہ تو امور اتفاقی ہین۔ چارہ ہی کیا ہی۔ اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی۔ اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے۔ کہ وہ کیا ہی۔ کہ بہت ہے اور پہر نہین۔ یعنے انسان۔ مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا۔ اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بہی انسان نہ تہا۔ بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا۔ اسپر کوئی کام اونکا رک رہا نہ انتظام ملتوی۔ ایک نے سلطنت کی شاخین۔ انتظام کی سختیان دُور تک پہونچا دین۔ دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تھا۔ اگر لوگ پوچھتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکھتا ہون تمھارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکھو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولھن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹھساٹھس بند ہونا۔ وہ گوند کی چارچار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینۂ و بازو کی طرح اوبھرے اور بھرے بھرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ رازنیاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا۔ وہ مراسلہ لانا۔ وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان۔ وہ اخفا مین اہتمام۔ جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی۔ ہان (سر ہلاکر) اچھا تو ہی۔ تمہاری خاطر کسکو منظور نہین۔ خصوص جب تم ناراض بھی نہ کرو۔ امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ۔ مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا۔

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بھائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور خود بازی جیتے۔ اونکو اور تمکو مبارک۔ اگر حیدر آباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا۔ ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین۔ پس یہ بھی اونہین امور اتفاقی سے ہی۔

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی۔ پارسی نہ مدراسی۔ انگریزی نہ ارمنی۔ مین تو باشندۂ دنیا ہون۔ میری نظر وسیع مین سب یکسان۔ پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہوسکتا۔ فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑھاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی۔ تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو۔ نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بھی بال کترا فیرہووے جہاڑن کا کوٹ پتلون پہن۔ کھڑے گھاٹ نیچری بن۔ سید صاحب پیالہ پی چھٹی کے چاول گھاٹ چڑھا اوترا۔ اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ۔ عمدہ جگہہ۔ کام سب بگٹٹ چلا آتا ہی۔ بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔ عہدے نے سلامی اوتاری۔ اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی جائین۔ ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک دوست نے پہلیندرے کہلائے۔ ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔ پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔ آم کو آنجانے چلے تو برا اُٹھ ہر بانی ہو۔ دوست صاحب نے ایک پہلیندرے کے درخت کے نیچے جا کر دکھا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔ جتنے کہائے جائین کہاؤ۔ آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کہانے۔ اتفاق پہلیندرون کے ساتہہ مین کئی بہونرے بہی مرے پڑے تھے۔ آپ ایک آدہ وہ بہی چکہ گئے۔ وہ جب دانت کے نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔ آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی جیر کرے جاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔ بس کچھہ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے۔ ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔ اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔ اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔ تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔ شراب کباب۔ سیر تماشے سب کا لطف ہی۔ بہلا معشوقان پری تمثال۔ ومہوشان خوشخصال

نائے و نوش مستی کا جوش و خروش ۔ کیا مزا دیگا ۔ جب ہم پڑے پڑے مسہری پر بالسم کپیبا ۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیر ا بلا رہے ہین ۔ تاج پر زر ۔ لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا جسکو فساد خون نے تہیّج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور سبز پری کو اندر سبھا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے افعال پر جو کچھ پڑتا ہی طب و حکمت گواہ ہین ۔ واجد علی شاہ باوجود دلچسپ و وشحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے ۔ اسکی وجہ علی نقی خان اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچھو ۔

شائد تم فساد خون مین شہزادہ بسمارک کی مثال پیش کرو ۔ مگر اتنا بہی سمجھ لو کہ یورپ مین طرز تعلیم ۔ و خیالات ۔ وسعت معلومات اور کنڈی جذبات انسانی وہان کیسی ہی ۔ اوسپر بہی دیکھ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب مین کسقدر دخل ہی ۔ جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ و ہنگامہ پیدا کرتی ہی ۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون ۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا ۔ غالبًا ۔ اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ ۔ اور دل مین

سوچا اقبال کا بدل بھوپال کیسا۔ سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات
مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی
واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین
تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی۔ رہی بھوپال کی تخصیص وہ
خمیر زمانہ دیکھتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی
بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف احتیاط زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔
مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تھا کہ شجیع اور
بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ
اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی
منزلت سے ازروے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔
اور ایک دوسرے کے مرتبے و التزام میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے
بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استبداد ضعف عقل
و قوت جذبات کو اچھی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ
پہچانتا ہون۔ پس جو کچھہ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر۔ تمام باریکیان سمجھکر۔
خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری
ریاست اپنی طاقت اعلیٰ سے اچھا برتاؤ رکھا کی ہی۔ تمنے بھی شخصی اور ذاتی
طور سے کچھہ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے
مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہِ دل سے سراہتا۔ اور دست اشراقی سے
تمہاری پیٹھہ ٹھونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ سے

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ　　معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین - مستحکم مکانات کی چھتین - اور سڑے پھوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب - عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہو جاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم　　کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سر دست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضی ما مضی - ہان جو کچھ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے ذریعے سے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طے ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سرلیپل گرفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کی موافق مزاج و سرشت بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کرلینا چاہیے کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پئے ہوئے ہین یہ وے تو وہ نوبت ہی اسکی نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی منڈبھیڑ ہوگئی تو اہل غرض ٹپے کھاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎

بدقت میتوان فہمید عشوہاے نازِ او | کہ شرح حکمۃ العین ست مژگان درازِ او

مدت سے میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔ کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔ مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدھر۔ اسی طرح۔ خودغرض۔

جابر ۔ متعصب ۔ شوہر کی اطاعت مین ۔ حق رسانی ۔ رعایا نوازی ۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر غوص کرو ۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا ۔ پہلے خط مین ہین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون ۔ کچہہ مضامین باقی رہ گئے تھے ۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچہہ ویسرائے کی ملاقات کی نسبت میری رائے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا ۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین ۔

دنیا مین کم وبیش ہر جگہہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی ۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے قرائن وہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی عرب کی وسیع کفِ دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کی پانی کا نام ونشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھ رہا ہے۔ کہ دور سے ایک بڑی لمبی چوڑی جھیل صاف شفاف نتھرے ہوے موتی سی پانی سے لبالب نظر آتی ہے۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈھارس۔ پیدا کرتا ہے۔ اور وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہے۔ مگر واے نادانی وہان پہونچکر معلوم ہوتا ہے کہ سُراب ہے۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہے کہ ایک ندلاؤبالی اپنا اہم سے اہم کام۔

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہے کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکھ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے مگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندھا دھند کارروائی سے کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہے یا نہین

نپولین کا یہ مقدرہ صحیح ہی کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین - مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین - یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب و در لب کے
ما بین بہت سی کھنڈتین ہین - جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی -
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی - پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہرا وا بدل مرغوب ہوتی ہے -
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کو نہ ہو کو چاہیے مین جہو کو کے
مطابق ہی - حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا - نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا - نوجوان رئیس کا انیلا ہونا موجب ہی - تم تو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو - بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف - جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی - کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی -
یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتے تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذراسی ٹھیس ہم

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگر چہرے کی رونق اور زیبایش
کا ایسا ہی خیال ہے تارون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوالو۔ سگھڑ بہلائی
ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔
جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچھہ لحاظ نہ رہے
کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام و تفہیم گنجایش
پند و اندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیہبا یا ہندوستان سی اتفاق۔
مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔
ضرور بالضرور رستہ ضرور کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے
آہ دنالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین
حالت خستہ کی طرف سے آنکھہ پہیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم روا روی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہاراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

جلتا تہا۔ اور اب اونکا نام ونشان تک باقی نہین اونکی جگہ خدا جانے کس کس
وسا ورکاریزہ۔ کس کس جنگل کا بہا لو کس کس ملک کا جا نگلو کس کس اقلیم کا
انسان آکر حاکم بنا۔ وہان ایک دیپرا ہے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس
شمار قطار مین ہی۔ پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبہی کسی زمان و
مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ بوڑھے کے۔ یہ دو جملے محض
بیکار اور بیفائدہ ہونگے۔ اب رہی یہ اسوقت بالفعل۔ درنیولا۔ ضرورت
اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کارامروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا۔
جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی
کرنیوالا ہون۔ جو کچہ کہنا ہے کہے دیتا ہون۔ اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا۔
اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا۔

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی۔ جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو
نہین خوش کرسکتا۔ مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ
جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر
ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا
مگر یہ سمجہ لو۔ ایمان وانصاف۔ کانشنس۔ فری بیڈ سب ہین۔ جمہور رعا کا
دل کارروائیون کا فوٹو ہی۔ اگر وہان کا حاکم خوش۔ اور یہ دل دعا گو۔
اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی۔ تو البتہ موجب فخر ونازش ہی۔ ورنہ مدقوق کے
چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا۔ دماغ مین تا دم واپسین قوت
باقی رہتی ہی۔ اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی۔ ایک عاشق

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہا گیا ہے شعر
اُنکے دیکھے سی جو آجاتی ہی رونق مُنہ پر وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبر یہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیر دست کو آئے دن مبتلائے زحمت رکھا ع
قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو
اگرچہ چند امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرشل انتظام مین چھُرسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے ! ۔ اتفاقات کا کیا علاج۔
جو کچھہ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا
تمہاری مستعدی اور جودت بی شک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کر لو۔ مگر جھٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش۔ شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہو چکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو
کہان سے۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی
نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ
کا پانی پئے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کشتیان
لڑے ہوئے۔ ویسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر
بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہ کرنے والے ہاتہ اور سوچنے والے دل
اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ
سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معمابازی کا پتا بتاتی ہی۔ جمہو ہندوستان
کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست
ودرشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت
وصولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت
واعتراض نہین کر سکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت
کر سکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے بقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین
کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی
جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے براے چندے کسی
نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے
یا ہمیشہ کے لیے ملتوے رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی
پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک
نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔
"دو پنجہ بسیمین خود را رنجہ" کرنا ہی۔
مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ
نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان
مین کسی اعلی عہدہ دار کی آئی ہون۔
اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ
اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کھلے خطوط اور سر بستہ مضامین

نمبر ۱۵
بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے دو لاکھ روپیہ چٹ
کرنے پر ہمت باندھی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔
دو ایک سست تدبیر پست ہمت بھی بستر پاس سے اوٹھ بیٹھے۔ شہر مین
ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی
ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پیٹ سی ہوشیاری کا پوڈر
لگایا گیا۔ تو بھلا یہ تمہارا بوڑھا۔ خرانٹ خیر خواہ۔ کیونکر نہ سمجھے کہ تم اوسکی صلاح
دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کے آجکل محتاج ہو۔
انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بھی) ایک گروہ
گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو۔

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جہوٹی گواہیون سے مغالطہ عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جمجمہ مین حاکم دماغ بہی حواس خمسہ ظاہرہ کی جہوٹی شہادت سے دہوکا کہاجاتا ہی۔ جولوگ اس گُر سے واقف ہین وہ نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق گواہی دلوالیتے یا اور کچہہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرالیتے ہین کہ اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت تہیٹر۔ گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تہوڑی دیر کو بہول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو۔ اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم ہی رہو تو پردۂ غیض وغضب تدابیر سے آنکہو نپر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نامعقول مین تمیز نہ کرسکو۔ تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو Passive مشیرون سے مجہے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت ہوئی مین تمکو سمجہا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے پوچہو اوسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکہ فرض کرسکون کہ تمہارے

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلی تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار ور میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔
فہم و فراست۔ خبط و حماقت۔ مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہی
کہ سب وہان پنیہری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی۔
نہ ہر کھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی۔
ایک بات ضروری گذارش کر دینا اور باقی ہی۔ اگر جامۂ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

ف۱ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی
اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپنے
زجر و توبیخ شروع کر دی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے جب اوسنے پوچھا
کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا۔ ! ۔ !! ۔ !!!

ف۲ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ
ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا۔ معلوم ہوا
تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوسے لٹا کر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا
اونٹ اچھا ہوگیا۔
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک کھینگھے والا شخص ملا۔ آپنے اوسکو لٹا کر
حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ! ۔ !!!

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تھا۔ مگر اب تمہارا منصب ورہی تمکو یہ امر ہر حال
مین ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دینا بھی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تھی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر بھی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کر لیجا یا کرین اُسپر طُرّہ یہ کہ حضرت دیوان کچہ بھی نہ نکلے۔ ڈھول کی اندر خول
اعلیٰ درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مُدبّرون کو چکّر مین ڈالے ہوے تھے۔
اب خواب وخیال مین بھی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

آپ تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کر کے ریاست
کی ٹوپی سنبھالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے پہلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئ کشمیر کی طرح بو کھلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آف اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بنّنے کی کوشش اور کمال سختی کی ساتھہ اُسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پہنکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تھا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدر آباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹہس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالی کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چارمینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبًا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چھ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہے نہ عیش وآرام۔ لہو ولعب کی واسطے کسی سے۔ ناچاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھہ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجائے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑھاؤ۔ ملک کے رنج وراحت کو اپنا رنج وراحت بناؤ۔ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچھہ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار وسائیس۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کی عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن
پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی
خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بھائی
مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا
طوق پڑتا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت گلوریون کی
تمنا نہین رہی۔ سلیچ اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش
ہوتا کہ کبھی کبھی دو منہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ
سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کر سکین
جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری
فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی
لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذر جاتا ہو
اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد
سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سی بالغ ہونے مین بھی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ
کہتا ہی اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیس ۳۰ برس تک تم خدا کی ودیعت اور
نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کی ہئی نہین انتظام
کا ہیکا ہو گا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھر والی بھی
ملجائے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو !!!

لا جلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سرابہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کی خرچ
کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کر نہین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب اردہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بہی ہوتی ہی یہ حق رکہتی ہی پس جب انسان کے گہر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔

بہائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھہ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . بناہی تو ہو مزے کرو دس ا دنکی بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زاد راہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بہر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدرآباد اور گوالیار کا سفر جب زاد راہ
چک جائیگا تہکے ماندے گہر مین آنا تکلہو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گٹہری ٹٹول کر نوٹون کے
دہوکے مین امیدواری کی عرضیون کی صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تہا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پہر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے توکسی . . . . تو تم
دو دن کی بعد جس مصیبت مین پڑنا تہا پڑتے وہ تو چین سے رہتی شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان۔ نہ خدا کی ودیعت بڑہی نہ گہر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکہنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] نصف جسم...

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ اودہر ڈپلومہ لو اودہر مختطوبہ رات دن پڑہنے کی جگہہ کچہری اور سونے کے کمرے مین لا پنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش کرو پہر دیکہو کیسا جلد دولت والے گہر والے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہوجاؤگے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلّے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری سے بہی پلّے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفیت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہوگئی اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کر عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوامونی کافور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکہہ دیکہہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ ایکی سال پیٹ مین بچہ

گیا رہا ملک الموت حلول کر گئے۔ جان سولی پر ہو گئی۔ زچہ جی گیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھہ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ اور جو گئی تو قصہ پاک حکیمونکا
قول ہے۔ کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی۔ تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی۔ بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ بروقت بار ورہونے
یا بچہ پیدا ہونے اور پھل پک جانےکے مرجاتے ہین۔ ایک دفعہ پھل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی۔ پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی۔ جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی رو سے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنا دن ہوا کیے۔ کڑیان
جھیل لین۔ اب انحطاط کا دور دورہ ہے۔ اہنو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے۔
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اوسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی۔
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی۔ اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھہ
نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت۔ گلاب مین کانٹا۔ پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود۔ تیسرے بوجہ قربت قرب بھی کہی جاسکتی ہین
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے۔ اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا
فرق طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضاے طبیعت کا ثبوت ہی۔ یہی سمجھہ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کرلی۔ اور بھئی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے پاؤ تولہ باون رتی تلی ہوئی بات کہا کرتی ہین
اگر غور کرکے دیکھیئے تو معلوم ہوگا۔ جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کرکے
گنو۔ اونکو وسواس ہوگیا۔ بدشگونی ٹہرا دی۔ آپ دیکھیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کئے آدمی۔ کئے بچے۔ کئے بوڑھے۔ کئے جوان کئے لڑکے۔ کئے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھالیا اور دفتر پر چڑھاکے..... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین دن۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوتی ہین پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی آخر کسی نہ کسی کی نظر ہوگئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر چھری پھیرنا شروع کردی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کرلی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہوگا۔ الغرض بیان مصائب اہل ہیبت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولاقوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھی بٹھائی یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تھی اللہ رازق تھا ہر حال مین دیتا کچھہ آرزو بھی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا اِدہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی۔ تخت و تاج کے جھگڑے دیکھی تسبیح مصلے کے جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔ انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے۔ مثل مشہور ہی "خانہ خالی را دیو میگیرد"، چلو بھئی تم ہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تھا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھہ اوتار نیوالے ہین۔ لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پھنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید | قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہ ہین۔ ادہر آؤ۔ اودھر جاؤ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

تمہاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا غضب ہی جان پڑی چلواس سی تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا ایوب دوروسی غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی کہ مجھ بھکوے کی ایک نہین سنتی۔ اجی لو یہ سب کچھ تو تہا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی مردپر آ شجے ۔.......... ہندوستانی بوکھلا گئے۔ کوئی تو کہتا ہی ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے ۔ کچھ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یار و مجھ بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی۔ میرا ملک تھوا تمہارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز نہین چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کرلین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی دو کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز دوہی دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائینگے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بھئی واہ ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بھلا پوچھیے۔ مجھے ان باتون سی کیا مطلب اپنے انگریز جانین روس جانے ۔ ”گوش خر دندان سگ“ حیرت مین ہون کیا کرون۔ اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائے۔ اب یہ فرمائیے کس دربار مین داد بیداد مچائی جائے صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کے دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو ع

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصرونسے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹیکل کالج کے ناہموار طلبا کے واسطے گیند دہڑکے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔ اب میرے واسطے سردست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پھر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

بہلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ
پہونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ
چپ شاہ کی بالکی بنوہی بنی۔ منہ مین گہنگنیان بہرے بیٹہی رہین۔ اجی توبہ کیجیے
بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہندیت
بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑکے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹہا کے۔ جس مین یہان سے
لندن تک تو خبر ہوجائے کہ لکھنؤ مین بہی کچہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے
سے سٹرپٹر جلسے ہوتے تہے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق اداکرنے یا مستحق بننے کی
کوشش کرتے تہے۔ مگر جب دیکہا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر
لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب
دربار فرمانے والے ہین۔ چہتری سرکس بہی تماشے کررہا ہی۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی
بہی آتی ہی۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی پچ بچی چہوٹی۔ بے چینی بڑہی
مادہ ہیجان مین آہی گیا۔ اور ایک بار آنکہہ بند کرکے کچکچا کے "عظیم الشان جلسہ
انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت
گذرجاتا ہی۔ بات رہجاتی ہی۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو۔ "منجانب
مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۲۰۔ دسمبر ۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ
لکھنؤ مین ہونیوالا ہی اوسمین کچہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل
باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

جیہ ہند وجہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمپر
لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے
دن سکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام
حضرات اہل اسلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے
شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین ؎

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک
بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو بھی تکلیف
دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بھائیون سے کچھ بعید
نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا
و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بھی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بھی
غالبًا دو المشتہر،، خمسہ یعنے خانصاحب بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم۔ نواب
اغن صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر
شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھربسی۔ یعنے گھر کے لوگون
یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جورو جی۔ یعنے زوجہ
معظمہ طال اللہ بایُنہا و آنچل اللہ وبہا علی رؤس الشوہرین الی یوم الوفات بل
بعد الممات کو کہتے ہین۔ تو ان ذات شریف کر اوٹھہ کہڑے ہونے مین کوئی کسر باقی
نہین رہی جس طرح تھیٹر۔ سرکس۔ گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی
اوسی طرح یہان بہی آدہمکینگی اور یہ بہی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا
تو اوس دن ضرورت کا سامان بہی ہمراہ ہوگا۔ خواصین بیش خدمتین شیرخوار بچہ

جسکے ابھی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ اوبھرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا ہوگا۔
پھر اوسکا گہوارہ۔ پالنا۔ جھنجھنا۔ چُسنی۔ انا۔ چھوچھو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ
بکری کا بچہ۔ چند خرگوش۔ دو چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص
اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ
انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلّہ۔ چھوٹی صاحبزادی کا
گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون
کے تھیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچھ دان۔ آفتابہ۔ آئینہ۔ اگالدان۔
طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈھولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچھونے۔ گاؤ۔ بچّے کے پوتڑے۔
نہالیچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبھی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے
اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے اِن
سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ
کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے
متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بھی گھر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔
پھر اگر مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی
جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پھر اللہ نے چاہا تل
دھرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کھٹلا لیے
سوجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دو کانین بند تھین اس دفعہ
چوتھے تک گھر دن مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ یگر جاسے اوستاد خالی۔
ایک بات مشتہر صاحبان بھول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون۔ خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین
ہونے کا پیشہ اوٹھائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی جدن۔
بی چودہرائن۔ وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون
بڑون تک کو ہوگا۔ پس اُن کی طرف سے آنکھین پہیر لینا یعنی جہ مناسب ہے
بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگھیان۔ پالکیان۔
ڈولیان ہون وہان جو پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی۔
سابقہ انہین سے پڑنا ہی۔ اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچھا تو بہتون سے
برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہو نہ۔ ناچ گانے کے جلسون مین
رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفردائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک پر جراحت
ہوگی۔ یہ سمجھہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکھتی ہی۔ انکا سکہ
دلون پر چلتا ہی۔ انکے طبلے کی گمگ نانک متی توپ۔ سارنگی ہنری مارٹنی۔
مجیرے نگزم گن سے زیادہ توڑ رکھتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنامائٹ
یا ٹارپیڈو ہی ہین۔ انکے توڑ کا کیا پوچھنا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہ لوگ سُرنگ
ہین جنسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور
بچنا چاہیے۔

راقم

ساتھہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈ کی بہی چلی مدارون کو

مرزا پچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف مچھو بیگ پیچ کی نامہ نگاروں
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث علے مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ پادشاہ اودہ
کی فوج مین کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تہا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کرکے مشغلہ
شعر و سخن کی جانب بہی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بہی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اردو زبان کے اساتذا اور محققین کی فہرست مین داخل ہوگیا تہا
آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کے اعتبار سے بقول حضرت حسرت موہانی
شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق تہے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تہا
کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بہی مرغوب تہی لیکن آخر عمر
مین کبہی کبہی کوٹ پتلون بہی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چہوٹون سے بہی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تہے۔ آپکی ملنے والون مین
پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگون مین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تہے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تہی کہ
مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بہی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کہ سنی تہے کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بہارت

مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

متر کلکتہ خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہردلعزیزی وبے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف وکرم سے یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین "

"آپ کے نظم ونثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روز افزون ترقی کے ساتھ پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۲ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے ذی مثل ونظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرۂ شعرا کے مانند جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشا پردازون کی فہرست مین ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی اسکا اندازہ اونکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔ افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب مجموعہ مرتب ہو جاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولا نے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑھکے چھچھالیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔ کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا
بہی بقول چلا ہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گھڑی مین کچہ اور گھڑی مین کچہ
یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (سات
قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا کس شدت کی
کیسی دہوان دہار جلا پے کی گرمی تہی۔ اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی
بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدھمکے لگا دنا دن
مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چوطرفہ سے گہرا چلا آتا ہی
پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا موسلا دہارہ چہاجون برس رہا ہے۔
چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔ نالے ندیان دریا سمندر کا کچہ
جدہر دیکہو عالم آب کام کا جی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔ رات کیسی ن کو
بجلی بن گھٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔ بجلی کی چمک پہر
اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتی ہین یا فرشتے
عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔ تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچھے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظجی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہاے ڈولے مین تھی۔ اب جو پانی
برساکسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑار ڑا دہڑیم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بہی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑتے
پہیپھڑی کیسے ہاتھہ پاؤن تک پہول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھکے رکہیے نہین رکتا پٹا توڑائے بہاگا جاتا ہی۔ سو اگر دن ہلنے کے ہونکار
زبان ہی سے نہین نکلتا سوانہیان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین اون ہون
یہ بہی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے سے لے توبہ استغفر اللہ پاؤن
کی طرح زبان بہی پہسل گئی کدہر کی کدہر ہورہی ہی۔ اب لاحول و لاقوۃ الا باللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُر ملالت مقدمۂ مذکورۂ
بالا جس سے بڑھکے کوئی مرض لادوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی
اللہ اکبر۔ استغفر اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیجیے نیت بد ہوگئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہی کہ فصل کا کچھہ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دو رنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین ہی خوشی ہی چین سے گھرون مین بیٹھی ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پھر واہ جی واہ پانچون گھی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے تیتین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مے کا
اوتار برسات ہی کے گھاٹ پر رہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تند و پر شور و سیہ مست زکوہسار آمد   میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گھٹا اوٹھی ہی اوترسے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غل سے کان پھوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکھیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین۔ معشوق لوگو نکا یہ پیار اُمنگ ہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹھا رکھی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گھٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گھر گھر کڑھائی چڑھ گئی۔ چھُنن
چھُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بھر تک ایسی کبھی نہین ہوتی۔
جب دیکھو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک و حسد سی ہاتھ ملتے ہین
جھولون پر لہک لہک کے سال بھر کی دل کی بھڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکھو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یاد ش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنہین فیض بنگ کے دلسے پوچھا چاہیے
وہ خاکی پریزادہ کہنا و بیفکرون خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور
ساقنون کے ہجوم سودے سلف والون کی دہوم دہام کہین بٹی دہڑاکا
میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گو لیان مزیدار جابجا
ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹا دیا ٹپکے ٹپک
پڑے۔ کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چٹ پٹے۔ کباب ہین بارہ مسالہ دار
دہی کے بڑے۔ بگہیون کے گرد مالی بار سینچنے کے بہانے آنکھین سینکتے پہرتے
ہین۔ جب سنئے۔ ارے میان میلا یہ پلنگ توڑ میلا۔ میلا محبت مین کھلا۔
سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر چلتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون
کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہی قسمت درونکو
تو ہمارا یہ چین ہی چین لکھا ہی ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری
برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بھلے آدمی سے
غریب کو ر سائل ہوکر رہگئے۔ جب سنئے سائل یہ چاہتا ہی سائل یہ عرض
کرتا ہی سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہی۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے
خطاب بھی ملا تو بیک منگا گداگرون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین
بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے
اور بندگان خدا چیتھڑو گدڑی دیوانی خانم صاحبہ کے جکڑے تناؤ کے

پھیر مین پڑے ہین او نہین دن رات وہی جہگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ
وغیرہ کے بجتر جہکڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیچپائی کے
تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی کپڑون مین کیچڑ کے چھپکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب بہی ہے
اوسی صورت سے ہے ابتک بُرے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

قصہ مختصر۔ کچھ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے
ادہر ہوجاے اِن مصیبت کے مارون کو وہی ایک دہندہا صبح ہوئی اور بوم چاے
کے ٹکڑے ہین کاغذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کھلنے کا نام نہین لیتا

موسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گہبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر
بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبہی رات کے تارے دن کی دھوپ کا
وظیفہ۔ کبہی چار مندرے چار گندے چار ںکر ہاے۔ بدلی گئی پہاٹ پہوٹ تارے
نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بہلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گہٹا ٹوپ ہوتا جاتا
ہی اب گہڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر
گہر سے نکل کہڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک
و پاکیزہ کہ مئی جون کے پہننے کا ٹہاٹہہ بہی قربان کیا تہا۔ اے واہی واہ۔
پائینچے دونون چڑہے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین
دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گہوڑے کی گردنی یا
پرانی سڑی کملی کا کھڈونگا کے وہی موہی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت
کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب
ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکہتے ہین نہ سنتے ہین۔ اکّے والے ہوت۔
اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دہاڑ
مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی ہڑائی کسی دلگی باز نے ادہر ادہر
کونے کہدرے سے آواز دی بہی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے
ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سنّاٹے دانت کہٹے کیے دیتے ہین
یہان کچہری کا بہوت سوار ہیکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہ کہین بیگار ہو جائے
نہین شستم نشیتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی سہیلی دلہین
بہت مگر خالی ٹٹو پوشش نچہونا ندارد۔ وہ بہی غنیمت ہست کہکے بے چکائے

سوار ہو لئے اور کہا کہ بھائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری سے چلو - یکے والے
دوکان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیجانے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جاکے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آسٹے وہان سے لیچلوگے ایسے ہم سیدھے ہین کہ ہین ناحق
اپنا ہاتہ منہ تڑوا ڈالین - بھائی جان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پہر پکار نہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدہ پر
سے چلے جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - ارے بھائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائین نکل آئیے اتنو بتا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پرانے وہ ہین گی سواریان ہونگی - ار میان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچے میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیّا کون اپنے ٹٹوؤن کی جان لے کہین کچہ اینڈ
بینڈ سے پاؤن پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جایگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پاؤن نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئیگا - کچہ نہین -
لکتے ہوئے پرجا وہ جا سڑک پر معہ میا نشر بوتی تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا بہہ رہی

بجلی چین سے کھڑی پیر لگاتی ملاتی کاٹتے ۔ ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین غل غل کرتی نظر آئی وہی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بہائی
لیچلو گے۔ وہ تو جان جوکھون بہولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بہیک کے شور سے
ہو ہی چکی تہی بڑی ڈپٹ سے بولے آئیے اور ایک ریاٹا لگائین مگر جہرہ دار
لگے گا۔ اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور
چلیے جہٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹوی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سفرا ہر ہر قدم پہ پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے اسمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بہر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون ہی جون تون لے
دے کر ریل کا پل تانگے اب تو سہ نہ ہلدنہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا باپان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا۔ کوچبین صاحب نے لاکہہ کوشش
ہزار سر مغزن کی۔ ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتہہ لگا دیجیے۔ بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہو گا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچہہ کام چلے۔ پہر صاحب بینہ بوندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے۔ بہت تیری کچہری کی دم مین تہ تو ڑ
کنوئین کا نل کیا تہا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگہی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسمین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتہہ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتہہ سے دہر دیجیے اب تو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے تہتا نہ بہر دیکیے بہی جان

چہلتے نظر نہین آتی۔ بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا۔ جلدی کا واسطہ گہبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جاکے پاؤن جو پہسلا لنڈہکڑ ہی کہائی راستہ صاف تہا ادہرادہر
دیکہہ کے اوٹھہ بیٹھے کپڑے لت پت کہنی لہولہان کہڑے قدسے گرنے کا دہچکا ابہی
سیدہے نہوئے تہے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پہر اُٹھے
اور اُتّو کرتے پوقدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
معہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہہ بہلا گرمی مین تو ادہر ادہر پکڑیا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا نیچے ٹیک لیتی تہے ابتو بالکل جیسے بوراہا کتا جدہر جائیے
دوت دبک دیکہو پانی ٹپکتا ہوا سے لوکا غذ بہیگ گیا۔ ہان ہان چہینٹین نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹہکانا نہین۔ اسپرطرہ گہڑی دوگہڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جہیل ہی ڈالا جائے۔ نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جوڈٹے تو سات بجے
کی خبرلی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو۔ شام کی بعد تہی داستان
قسمت سے کہدیا۔ وال پیش دو چلدو اپنا سا منہ لیکے پلٹ آئے کہان گئی تہے
کہین نہین کیا کیا خاک دہول بکائن کے پہول کرنا کیسا لکہا پورا کرتے ہین جس
مقدمے والے سے پوچہیئے نت نئی آلہا گاتا ہی یہانتک کہ بعضے دو کہا چندہ کرکے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلاسے اتنی ہی راحت ہو جاے گہر سے
پا تراب کرکے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جایگی۔ اور کچہ نہین
تو کہانے پینے سونے بیٹہنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بہٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبہی وقت بیوقت اندہیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

جا کھڑے ہوئے اتو بے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پھر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی دہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہو ئی تہی ادہر بہی پیشاب
پانی ہو گیا اب چلے پانوٗن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا ادہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگاپو سے بانسون مین کنوٗین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ غضب ہو گیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی بتائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیو خدا ساز بات مین اپنی چند مقدمات کا نقصان کر کے آج سویرے منہ اندہیرے
آیا حاکم ہاتھ پر ہاتھ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہا ہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لے اوڑا۔ جیان وجنین حضور خداوند غریب ولا
بات کو بڑہا وا دیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کمبخت بدنصیب
ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچھ نہین سمجھا اور نہ آج تیار ہو کے آیا وہ ہوتا تو خیر کچھ کام چل بہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجئے کیونکہ مدعی کا بہی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پہر فرمایا کہ اچھا برخاست کی وقت دیکھا جائیگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتھہ پانوٗن باندھے مگر کچھ جواب ندیا اچھا کہا
کہئے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدہے جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہی وہان سے

اور ایک جگہہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کر کے مسودہ رقم محبتانہ وشکرانہ مکاتیب آنا
بہیجی بندگی - چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہا پہر ہزار ہزار مرتبہ دروازے کی صدقی ہوتی پہرتے ہین خالی
میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل - مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ باقی بوندی
کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد یا گئی تہی تو جیسے دیکہیے وہ بہوک پائی کبوتر کیطرح
کندے تولی مستعد بیٹہا ہی جدہر سنیئے اللہ بہیج مولا بہیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی - اللہ کہان تہی آج کتنے دنونکے بعد کہائی پڑی - تمہارے
کاغذات تیار رکہی ہین - واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور رد ہو ڈالی - اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکہا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری - مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہے ہم تو بکریدکو دن مکان پر جاکے گہوم آئے
خیر صاحب کہڑے کہڑے سر کا لہو پانو مین اوتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا گچہی کتر بیونت
جہیل جہال مین چار بجے پانچ بجے - ابتو چہکے چہوٹ گئی - بہوک کا غلبہ جدا - پاخانے
پیشاب کو ضبط کرنے سے جی بولایا ہوا - بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑے شدت سی درد ہونے لگا
ہچکنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی - اودہر تو برسات کی فصل ودہر رات
ہوچلی ہوا کی خنکی اور بہی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کو قریب ایسا حکم ہوا کہ اس مقدمی کی تاریخ
دس مہینے کم سال بہر کو بڑہادی گئی - سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کرو ثبوت کے
کاغذات ملاحظہ کرینگی تاریخ اور مقرر ہوگی - بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب جان بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب پہر کو پوشش کی نقطہ پہر پیشی ہین آئی آج تک بیگی کا دری
سنڈ کرسی کی پوشش سی تہی تو اصلاحیہ بہادر پر کونسی پوشش بٹتی ہی تو بعد دریافت حال ابو سیار
آتی حوالیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد پوشاک ضروری ہی باقی پہر انشاء اللہ پیشی پیشی

ہوگیا زندگی سے جی بیزار
وقنار بنا عذاب النار

توبہ سو بہ تلّا پلّا دوہائی تہائی چوتھائی۔ دادبیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ۔
باانہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے
روزگار سے۔ کیا کہیے اور کیا نہ کہیے۔ آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے
کہ اس عذاب النّار کا مطلب سمجھ کے پیچا پیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب لنار کے
یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین۔ بہتیرے مُلّا قل اعوذیئے نار دوزخ جو
ہمارے معزز مولانا سعغربی کے بقول یونہین سا ایک دوہڑ پنکا ڈراوے دہمکا ویکا
آلہ ہے۔ مان بیٹی بہن۔ اکثر بیٹھو مربھکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب
سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی
بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہ نہین
پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ
پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تھی کہ مہیا نار سے مراد
عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بھی مانگے نہین ملتی۔
غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین۔ بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ
مین تھوڑا تھوڑا اسا ذکر بھی کردون پورا مرقع اوتارنے مین توشاید کم سے کم کوئی
سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جملے پتے نشان کے طور پر وہ بھی لب لباب
کہدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنار بنا عذاب النار) ای حضرت چپکی قسم

بڑھیا معاملہ چندہ جور و عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکورا نہا کے پینگ بڑہے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان بی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گہر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین ہے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گہر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خیر جون ہی جون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اٹالہ ساتھ لیے ممکن نہین
پھر کچے بچے چینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاء اللہ ہو نسنے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پہ۔
روزمرہ مین بہاڑ کی کیفیت جو بابا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان تُڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی ہی کیفیت یہی نگاہ تھی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
تُوڑاتے ہین گُندے سے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اڑھ جاؤن

کب نظر بچے کہ ہوا ہون تو بہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر
اوسکے گرد پہرتا ہی چونچ سے کھینچتا جاتا ہی جوبن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے
پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار
اخلاص ہی نہین - بچّے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے
انڈے سیّا کرے بچون کو بہرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی
زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے
یہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطّامہ اودھر رُخ نہین کرتی بہاگتی ہی
دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بہی چونچ سے چونچ ملا دیتی ہوگی
اور بڑی بڑائی اِدہر کی اودھر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پھرتی ہین -
ابھی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب
سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گھر مین کھونٹے سے
لگے بیٹھے رہتے ہو - گھڑی بھر کو ٹانگین سیدھی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم
نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم
جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین
تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاے کچھ بن پڑتا ہے -
چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان
سدھارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - اوس بندۂ خدا نے پھر کے
کروٹ بہی نہین لی یہ بہی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسیر کیا بنی اسنے
کچھ کہایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بھوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی۔ بیوی بے دید بے مروت
آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے۔ مین تو اپنی پیارے
دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہاپی مگن ہوکے بیٹھونگی۔ پھر یہ بھی
میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے
وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے سوچھونپر تاؤ دیتے ہونگے۔
مگر آج نہ ذوق ہی ایسی باتون پر یہ جبھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے
انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رہے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی۔ دنکو تارے نظر آتے ہین۔

عورت اگر بر ضدی پر آئے تو مردوئے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ
مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی ستگنی کا ناچ نچو اودون کچھ بنائے
نہ بنے۔ آنکھون سے دیکھین اور گرم گرم جلا کرین۔ ایک ادنیٰ سی بات کل سوار
ہوکے باجی اتان کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ
دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے۔ یونہین اکیلے
پڑے مکھیان مارا کرین۔ پھر آپ سے آپ دودی توبہ پھٹکار ہی میری باتون پر
لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننھی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا
ایک گھر نگھرے کے سو گھر۔ وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ رفع دفعان ہو
تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون۔ لوج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو
کلیجے مین بیپ پڑگئی آئے دن کی سوئی سوختی۔ اس گھرداری کو لوکا۔ سات
چھپرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہوگئی۔ سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ
ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے - لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے
جی متلائے دل بُرا ہوتے آنے لگے - یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست
آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا - حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہے
قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے - شامت کی مار کسی دوست نے بلوا بھیجا کہین سے
کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا - چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین
پھر کنے لگین الٰہی شکر الٰہی شکر چلو اچھا ہوا - یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے
دوست پیدا ہوئے - انکا حکم اتنی دیر بھی گھر وا ہے ہین بیٹھنے کا نہین - پھر تازی
تازی دوستی ہے نا ملاقات کے معنی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی
ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا - ہمنے تو یہی
دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم وراہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار
تج دیا - جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے
لکیر کے فقیر ہوگئے - گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد
یہان اولٹی گنگا بہی ہے - دوستی مبارک گھرداری ندارد - بلکہ جورو جاتا بال بچے
سب برخاست - ماما او چھوٹی انّا ذرا جاکے ان آدمی صاحب سے اتنا تو پوچھ آ
کہ بھائی کہان بلایا ہے کیا کام ہے کچھ خیریت تو ہے - بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے
تو کچھ قباحت تو نہین - خط چاہے کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا نقط
یہان کے پتے سے آیا ہے پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے چین کہان
سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین میر پیاری دوست (تہذیب جال کا فقرہ)

یا جانمن فدایت یا کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معظمہ آیا توزمین آسمان کے قلابے ملگئے۔ بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین دل تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے۔ باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو بہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جاتا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ بہزار دقت بڑی ہنت خوشامد
سے جب سبہی سفارش ہوئی تو اس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا سا ادبال ایک مورچہ ہو چکا تہا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دہبا کیون لگا ہی۔ کل یہ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جتنی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون ابتو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین پہنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے۔ پناہ بذات خدا اب سنیئے
خدا راس لائے۔ یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان نبتی ہین گلوری
سے منہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین۔ بغلین سونگھ کے

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوٹہنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تھی
یہ تواب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم مین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تھی
کبھی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی۔ ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بھی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچھہ اختیاری
بات نہین اور نہ کچھہ ایسی قباحت ہی بہو کہ یہ کچھہ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بھی ہوتا ہے
بڑاتا بھی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر دہری پرنالی کی چھینٹ سے بھی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکھین سحر ور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کھانے سے سُرخ بھی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبھی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبھی چُھریان کھاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا اِدہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پھر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجہ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سی جو پُہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اوجہنین ہوتی ہین کہ مہینون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پھر ایک شہر کی سکونت اور کچھہ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔ طوائفون پر سب سی زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ
حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب اِدہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی
کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گھر کی قفلی ہی اور قیامت قائم ہوئی
سچ مچ ٹیڑہی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ ناٹگنے پاے مزدوری دستوری
چہ معنی دارد بلاتشبیہ تبرک کی ذرو شا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی
پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری
کہاری ایک آدہے کنے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گہر کا مالک
سمجھکے کام کاج بہی ہہک دبک کے کیا پہر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کہڑی کہڑے
شہر بدر تو نہین گہر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو بیزار کی نوک سے۔
ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی۔
غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نونیزے پانی بلند
پہانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہی۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ پہلا
وزن نہایت جاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا
بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو	او ٹھکہڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ ہانٹ کی اینٹ چورا ہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔
زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اوسپر بیوی جی
بیوقوف و بدمزاج۔ اپنے گہر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہل کے

پھلی نہین چھوڑتین۔ لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور پکڑ ہوگئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالی
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جاے ایسا پتلا شوربا۔ بوبائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچاہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاو زبانین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
اوسپر چھدہائی دہوئین کی بو آٹا بطخون کے کھلانے کا یا موا گھوڑے کا اردوا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ شروع
کہادے سے بدتر ٹانگین جلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا
کتے کا کفن سوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی بنی جانے لگی جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کھایا۔ مار پیٹ شرفا کا شیوا نہین۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یونہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً چلے بھنے کسی وجہ سے
گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی چپیانی اوسپر بیگم صاحبہ کی منہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی منہ سے نکل گیا کہ خبردار منہ سے
چڑھ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین منہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو۔ چل چپ رہو۔ نہ یادہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھکے ہین کچھہ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا در کنار کہڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا - اپنی نان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گہرمین کہڑے پانی پیون - میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھی کوئی ایسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا - ای توبہ ہین اون ہین نہین ہون اودہری کی بچی
مالزادی بیسواشتا کھڑی ہوئی دیگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملادون -
گھر بار یون ملیامیٹ کردون - لوصاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کا ہے کو اوٹھین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک وبد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دہنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جند ڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبتے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا ہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر مُنہ مین چھو پا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دہجیان اوڑائین ایک من کے بھتے
تن کیے - کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے ہیچ پی ہزار نعمت کھائی بس
ہو چکا چھوڑو بی بلی مرغا لنڈورا ہو گے جیسے گا ایسے خصم کو جھلسا مجھہ مین اب
کوفت کھانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تک کا

ساتھ تھا۔ چلو چھٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھہ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھہ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہو کہ خیلا پنے سے اپنے خراب ہون
ہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تھوڑی بہت تتو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پائون
ہو کے ہٹھے پر سے اوکھڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی سچپانی آئی اور خلا ملا کرکے سر پر ٹھالیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دو بھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر پیٹ کے نکل جائون دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بکھرا نکل کھڑی ہون خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے
ہون سر سر خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ مُنہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دُنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نوا توار دسن اپیر گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابھی امّان کی کچھ خیر خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بخبتی کے منہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کھڑے تڑے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تہین کہ اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین بیشک ٹہیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمیشہ کی عاشق زار جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خیر اتر کو چلے آتے ہین تِل پہوٹتی خیر صلاح منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولاقوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبہی بیسون کے نام پر جوتی بہی نہ مارون میرے باپ پیسے ہوتے تو ایتہا (یعنی) گنج مین بدلوا ڈالتا یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کرکے بیچتا۔

پھر ہمن بولو مجھے برا لگے کہ نہ لگے مین ساری پہیری بن آگ جلون کہ نہ جلون لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔

پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ مرحوم

پنڈت ترہون ناتھہ صاحب سپرو المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت لشمبہر ناتھہ صابح سپرو المتخلص بہ صابر تہا حضرت ہجر سنہ ۱۸۵۳ع مین تحصیل خنیا مین پیدا ہوے تہے - مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا - علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کینگ کالج لکہنؤ مین ایف - اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا - اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجہا - بعد ازان فکر معاش مین اودہ کے مختلف ضلعون مین گہومتے رہے - آخر کار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تہا - مگر گردش تقدیر نے یہین رہنے دیا - دو سال گذرے تہے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی مرض نے نہایت طول کہینچا مجبور ہو کر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا - یہان چہہ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۲ع حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا - تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی -

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودہ پنچ کے مطلع سے [illegible] ہے - منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تہے کہ اودہ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تہے اور سال بہر تک قریب قریب ہر پرچہ مین آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کئے -

اودہ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکہا کرتے تہے یہ امتیاز زیادہ تر رسالہ کشمیر مرآۃ الہند - وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تہا "ماہیت خواب" "نقش بارہ" "شرقی تہذیب" "مسئلہ وراثت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکہے جنکو عبارت کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا -

حضرت ہجر کو شاعری کا بہی مذاق تہا - قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہ) کے شاگرد تہے اردو سے تو انکو خاص انس تہا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تہے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تہا - اکثر احباب کے جگہٹے دریا کنارے ہوتے تہے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تہے - غزل کم کہتے تہے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تہا - اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر کہلا چکا تہا - نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے - انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر تجھے اپنی سخن کی ہو نہیں　　مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ و ہندوستانی نے کچھہ انکا کلام جمع کر کے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہو گیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کچا چٹھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی۔ یہ وہ نظم ہے جو کہ انھون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑھنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالامال۔ چند بند ہدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو　　جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو　　نیا روز اک جوڑ بھڑکانے والو

یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمھین یا خدا تھے　　بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دھرم آتما تھے　　بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے

تو بہتر تھا گھربار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین صد رنج و محن ہے　　نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
پھٹی پر پھر احسال چرخ کہن ہے　　نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے

محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین پھر ہے نا اتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یاحضرت! ذری اِدھر مخاطب ہوجیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو۔ ہم پرتاب گڈھ سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھُنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے انٹا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا تھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا۔

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک ہین چشم تر ہی۔ خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

آخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر توہولین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹو انسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضدّین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ ای حضرت یہ نہ پوچھیے۔ آپ تو اس طرح سے آئیے جیسے سمندر مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ ویسی اخبارون مین الٹ تو چشم بددور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات ہوئی۔ آئین یہ کیا ؟ حضرت۔

قدم نامبارک مسعود گر بدریا رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجا نب پرتاب گڈھ مین بیٹھے عید الضحی کی خوشیان منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل مین دعائین بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا۔ محلون مین ٹِپّس پڑگئی۔ ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اِس دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمایئے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔ کیا کیا مزیداریان دیکھین۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ دنیا اور عقبیٰ دونون کے فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔ اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ اے سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دوطرفہ سٹیشون پر گلاس روشن۔ مقام پاک ومقدس ہر ایک چیز موزون ومختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا		میزان مین یہ بھاری وہ سبک ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اوراس پلے مین عرش		پہونچا وہ فلک پہ یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جواڑ نچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیئے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سو سچ مچھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہی۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کولے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے۔ کشمش منقے خوبانی۔ انگور کی قتلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرماگرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کڑاکے دار پوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چُنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کچا کچھ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

چھلتا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سر دن ہی پر جاتی اور
رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کار سپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر
اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پا کے۔ چڑھمیان لیتا ہوا
آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچھو نبر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ
الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھون ہاتھ معلق جا رہا ہے
اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہینے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن
ہنتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

وہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت
کرتے ہوے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹین لی ہین
کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندھار لڑتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سُبحان اللہ
سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی
چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا
گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا
اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ بھئی

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے ۔۔۔۔ تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھوڑے
آؤ آؤ حسین آباد چلین ۔۔۔۔ وان ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نور علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر
کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

ذ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

روسنہرے پتلون کے ہاتھ مین زنجیر اور اُنمین روشنی کے گلاس تیل تہی سے درست اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر تپلیونکا وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاء اللہ وہ تھا کہ صلے و جلے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دیکھین انگلے کی ضریح میان خدابخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جگھٹے بھی مدتون یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج و الم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا سبز اطلس کا چست گھٹنا۔

برُمین تھی لباس چُست معقول ۔۔۔ کانون مین سیاہ تھے کرن پھول

ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹدار رضائی غضب ستم ڈھاتی تھی۔

لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا ۔۔۔ پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا وکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاء اللہ دیکھا جائے گا۔

ؔ ذری بانکپن بڑھے گا۔ ؔ واللہ وہ بچھوے بھی کیسر ہوا ہے۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کر آٹا اور سستی کر افیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے جناب اودھو پنچ صاحب۔ واللہ ہی کل مکتب ہین کیا جی خوش ہوا ہی کہ
قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے متّے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر۔ باپ پوت پرا پت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاء اللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضت کیا عرض کرون مجھ تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ
یہ دن سن۔ نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیا خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر دیتی ہین اور پھر ہین اُس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلی اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا
دوسرا موجود پھر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر۔
ہاے لال لال بیچے کونون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی حسین شکل
سے چاہیے بھڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیی ایک حقّہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ پیرہ یا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے۔ اور بہی اُنکی سی محنت
کوئی کرتو لے جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو بانات کی ٹکڑے
مین کم سی کم دو سو مرتبہ تو مقطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہی۔

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے وجلّے واللہ ہی ایک مرتبہ لگاہ بہر کی دیکھ لیجئے دو دن تک چسکی کی حاجت نہو اور بہر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تباسے کی پٹ ڈالدیتا ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایکدم مین طبیعت باغ باغ ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی ادھر آپ نی شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کرڈالی۔ اور بھر کیسے کیسے مصرعے چسپان کئی ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئے تو بجا ہی حضرت آپ پسند کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نی تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جس سے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتی ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
مزا کیا کیرا ہوگیا دے چرس — نداریم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مس قلب را کیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین — ہمہ شاخ پر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع ز گردن فرازان نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سجل — زند سوزا و شعلہ در آب و گل
ادھر لاؤ حقہ لگاؤ نہ دم — کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وہی آدمی — نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہیچ پینک مین آٹھون پہر — بغفلت بسر عمر دردے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے — زمانے مین تخم حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دہونیوالے — خبردار او بے خبر سونے والے

گھٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آرہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی — جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی — چھٹے باپ سے بیٹے بھائی سے بھائی

بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا — جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا — تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا

وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آب سے اب اوبھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین — جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے بچ بچ مچی حیف ہر ایک گھر مین — لڑائی ٹھنی ہے پدر او پسر مین

جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک — یہ پندار یہ عُجب ثروت کہانتک

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک — یہ بھینڈے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کھول کر کان سُن اس سخن کو

ہے در پیش چہ آخرش چاہ کن کو

یہ انصاف سے تو نے کیون منہ کو موڑا — یہ اغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا

خور و نوش کیون اپنے بھائی کا چھوڑا — یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین

یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بھلا پنچون سے پوچھتا بھی لی تھی — جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تھی

کمیٹی مین پستک بھی کوئی کھلی تھی — کچھ انصاف بھی ان تھا یا دل لگی تھی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے

سزاوار اخراج پھر ہر بشر ہے

جہان مل گئے چار ہم قوم بھائی — شکایت کسی نے کسیکی سنائی

تو پھر کسکا اظہار کسکی صفائی — وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون مین اور سب نے جانا

کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ — کہانی رہی یہ یہی گر فسانہ

تو آتا ہے نزدیک وہ بھی زمانہ — کہ اوٹھیگا کُل قوم کا آب و دانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو

یونہین قوم مین تعمیہ تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی　　یہ ہٹ دھرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گھٹا خوف کی کیون ہی آنکھوپہ چھائی　　سمجھ بوجھکر کیون ہے بے اعتنائی
ذرا دل مین سوچو تو للّٰہ صاحب
زبان پہ ہی کچھہ دلمین کچھہ واہ صاحب

بمجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی　　بزرگون پہ الزام دھرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی　　مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی
وہی ہوگا قسمت مین جو کچھہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت　　کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تونے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت　　گھٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت
نہ ہے اور نہوگا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دھریہ پن تمھارا

کھلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی　　گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
براندی کی بوتل لنڈھانا روا ہی　　مٹن چاپ کٹلٹ کا کھانا روا ہی
ہیو برف بے کھٹکے اسٹیشنو نپر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا وجنجر

کرو سر کو چپ چپ کی گر خم تو جائز　　عبادت کروا ولٹی وائم تو جائز
جو گھر ڈال لو کوئی خانم تو جائز　　شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتے ہین جنکی کچھہ حوصلے ہین　　جو سچ پوچھو دولت کی سب چوچلے ہین

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب　　بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب　　جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چاندو افیون ہے تم کو جائز
دوا ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی　　رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی　　اِس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدھر ہی　　یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی　　تری قوم کی دیکھ حالت تبر ہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحب زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا　　دباغت یہ کب ہو گی تجھکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا　　چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سُنا ہی　　کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ گل ماجرا ہے　　یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی　　صدا بھی نہین سنتی ہم مدعی کی

یہی آجکل چار سو گفتگو ہے   کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
الجھتے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہے   بھلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پر وہ بھی خارج   مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج   کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہر اک "وہ بھی خارج" "وہ خارج" بک رہا ہے

بڑھی اسقدر رنجش نا اتفاقی   گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نہ باقی   نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پھنسی قوم ہی ظلمت ماومن مین
ترقی کا چاند آ گیا ہے گہن مین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی - ایس - او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان سے ہیں سنہ ۱۸۴۶ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوے - اور اوائل عمر میں تعلیم بھی وہیں پائی فارسی و اردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی اصفہانی[ا] مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی - آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردوں میں سے تھے - اُس زمانہ میں اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانوں میں تو صرف شاذو نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے - چنانچہ آپ اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں "انگریزی میں مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہیں ہے ہمارے وقت میں ہمارے شہر کے مسلمانوں کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی - میں نے تفنناً چند روز انگریزی پڑھی تھی اور ۲-۳ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبداللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت میں کلکتہ میں رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا" سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر میں انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے - دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی - ایس او

[ا] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد میں ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب میں آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب میں بیان کیا ہے -

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء میں اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لے اور آکر کلکتہ میں تشریف فرما ہیں
اخبار بینی و مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین میں
کہ جو مسلم لٹریری سوسائٹی کا پرچہ تہا مضمون لکہنے شروع کئے۔ یہ نہایت نومشقی کا زمانہ
تہا رفتہ رفتہ اردو میں مضمون نگاری کا شوق ہوا سب سے پہلے اودہ اخبار میں لکہنا شروع
کیا اور ۱۸۸۳ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔
سفیر لودہانہ۔ اخبار الاخبار میں بہی نکلے مگر آپکے شہرت پہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتہ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۸۵ء میں بطور ناول کے
پنچ میں شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ و پیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تہے کہ جنہوں نے
کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہہ ترتیب دیکر ایک جلد میں کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوئے ہیں کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگوں نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہیں۔ انگریزی زبان میں بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچہی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبہو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ میں بہت ہی نفع اوٹہایا۔ آپ اخبار رئیس و رعیت میں
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تہے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونوں کی نگاہ میں
قابل قدر سمجہے گئے۔ غالباً پنچ کے نامہ نگاروں میں یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تا دم آخر آپ نے حق دوستی نبہایا اور برابر کچہہ نہ کچہہ لکہتے رہے۔

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

لندن - رسل - اسکوپار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - تسلیم - اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر
آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر
باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک
مکلف اور آراستہ اور ہوا دار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے
ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے
آپ کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے
پکے ہین اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے
احباب اُسکو تسلیم کرینگے کہ ہان بعد مدّت کے اب اسے ایک شستہ اور
تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور ہشتادتی عقیدہ کا آدمی
اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی
حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ
کر سکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا
دوربین بنیگا - آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے
دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا
فیض بخش گنجینہ ہی - اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین
کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا ممکن ہے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اِس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اور کامدار جوغہ ہین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳۰ فٹ کا شالی کمر بند بھی جڑ دیا اپنی پانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی دالی کفش کو بھی ڈانٹا بھر کیا تھا ادھر جہاز سے اُتر کر
ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگیٔے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن چہر بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی ہین گھُسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بنا ڈالا اور مین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب اور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان وشوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیر فتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیئے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتے ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتداے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی ان وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نوبلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان با نام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی سہ

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئے مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم و رواج
اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیئے اکڑ کر بیٹھ گیا
اور اپنے تیئن کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق بنا دیا. مگر نہین مجھی اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہو ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذر ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشے سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ انکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے برابر بانٹ لیا ہو. مرد و عورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہو سوا اسکے کہ عورتین تھوڑا دودھ پلاتی ہین

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے
اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آبا دہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی
عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے
تو اُنکو فوراً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل
شاخ چنار انکو جلا دے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور
یہان کے لوگون کا قول ہے کہ کھلے مکان ہین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے
صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے خیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک
عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے
امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون
ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح
پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی
بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانون مین فن عمارت کے
اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ
صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہے اور بڑے بڑے
آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان
آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ کہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور
والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤ تکیے
فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے
شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

پورانی روشنی کا نامہ و پیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز طلمات لاالی باقی ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے
پانی مکھن اور توس پھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی
تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پہ آبیٹھا - اور نہایت
تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات
کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ
اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالوں اور کیونکر اپنی حکیمانہ خیالات کی مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون
دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلیٹ کے فیل مندان کی سیتل پاٹی
بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی -
اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین
میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین بیور
کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے
واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب
کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو
یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے
لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان
نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو نور کی
تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ سنئے بجے کے مثل بولتا ہو -

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگونمین دو وجہون سے نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جا رہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لا رہا ہوگا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کے لوگون
کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کے
اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہوجاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور میز کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اوڑاتے ہین۔ کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انڈے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹی دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہورہی ہے
کہین کافی اوڑرہی ہے اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہے علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤسا خاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچۂ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہے اور بڑی گرمجوشی سے تبادلۂ خیالات
اور آرا ہوتا ہے اور ہر شخص روزانہ ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہے اور اخبار ونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ پیشتر سے جمع کررکھتا ہے۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہے وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون در
گلیون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ ؎

درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئے تھے مینے بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہوسکتا ہے کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہے اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کیلئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کے عام مکانات آرامش و رامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کھینچی ہے اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کے وہ امیرزادے کہ جو شبانہ روز
ہو بارہ اور تین کانے کہتے رہتے ہین انکو دونہین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہمارے ملک کی مدک خانے اور چنڈو خانے اور
عیش خانون سے آسمان وزمین کا فرق ہے اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانے پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا۔ یہان کا رخانہ بہت فوق البھڑک ہے روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگون کی خیالات کے مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہے۔ ان مکانون
مین سناٹے کا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہے اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کسافت ہے۔
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہ ہے۔ اور خلاصہ یہ کہ گوشۂ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہے غیر اور اجنبی لوگون مین ملنے جلنے سے دلکشانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہے ہوٹل مین ہر قسم کے لوگ آتے جاتے اور رہتے ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہے کیونکہ ایسے حکم کے دینے سے آزادی پر حرف آئیگا۔ ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہرا سامان آرایش کم رہتا ہے مگر گوشۂ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہے اور اُنکو کان ومعدن آسایش کہنا بجا ہے۔ ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازے اور اُسکے سوا دھوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان مکلف فرش بڑے بڑے گاؤتکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو۔ اسکے سوا ہر شخص کے سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کے لیے اگالدان وہانکے
جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہوگیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چینی کے لئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چھنٹے پر رات بھر خدمت کرین
فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کھانیکے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی مہذب پاتہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیی خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سی یکایک دل کو دھو دہا کر
پاک کردیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوی ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والون نے نہین سنی۔ قانون کی ایسے ماننے اور جاننے والی کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے
ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کی ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
رائے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تہیا بو کو زوال کا
بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دنرات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کی خیال سی مہینون کپڑی نہین بدلتی ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور با مروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہو جاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑہنی کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔
گوشہ نشین ایسی کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بہر تارے گنا
کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سی بازی لگا کر سوتے ہین۔

یورپ کی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب
ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے
مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ
لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پھیر سے سارے مکان کی ہیئت
بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی
دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانہ
اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز
وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے
جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان ادن کی جگہ آجاتا ہے
اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے
شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے
ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پر وہ
آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو
شب مارے وحشت کے بندہ کو نیند نہین آئی - ہائے ہائے جسنے جندر بھاگا شیرین جان
ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہو گا اور جسکے کان کہ بین سر بین
سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگلی باجے بھون بھون
اور گون گون کی صدا اور چند بے سُری اور بے تالی اور بدادا قوی ہیکل عورت
و مرد کا چلانا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند لگیدڑ بعالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مہیب اور وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوپر
آکے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو یہی
خیال ہوگا کہ کچھ کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم بلکہ
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علیحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو بھانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور انکی توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تبانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سے اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بد قطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین چھلاوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ اودھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو جھکایا اور بیسیون امیرزادے شہید ہو گئے
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوھر نے پائچون کو ہاتھ سے اُٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور بلنم کے چند خانہ ساز نوابزادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سی ہٹا دیا اور دو چار بابو گو تو ڈولہ مین نگہی سے لٹک گئے۔ بی امانی جان نی محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی اور نوچ کہکے لبونپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نی بنارس مین کسی مہاجن بچے یار ئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے ذہن مین (ذایٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پھر بھی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

اسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بھی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور اپنے کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہیین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔ اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی اور (باربہ) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اِس خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ کی چمکانی اور دمکانے کے لیے چہرہ پر لے انتہا ملا جاتا ہی اور زرکثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریزہ خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اِس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین مشورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھئے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اِس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگو نمین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کی نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کی سنورنی اور درست ہونے مین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کیہ لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی میم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سی چوڑا چہرہ گھامڑ نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور اِن قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اِنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہو ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کُندنی اور سبزرنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین سُتوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجثہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑ لی تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چا اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہو تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہو اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہو کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کہ دیا جاے تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریب کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ
کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب رواں کی کرتی تنک اُن کے بدن کو
کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کوکسی بکس
مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر
ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے مہینون قیفہ اور شانہ پر
مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخصار پر خون جم جاتا ہے۔
اپنے دوتین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دَم چڑھ آتا ہی۔ ؎

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے)
بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو
بیم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری
یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور انکو بھی رنگین لباس پہنایا
جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی بیم کے ساتھ چلتے ہین اور اس
لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس
یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو
رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور
قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی
کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ
کامیاب نہوئے اور خود فیشن کے بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

مولانا آزاد کی پرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوائے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب اور ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قلقل - خالص اور بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عزیزون کے لیئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دارومدار ہی - وہ سرسبز اور بارور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر وقناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جزرسی پیشبینی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلا نشان اور

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی۔ اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صاف
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی۔ اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پرواہانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدی لڑکون کی پر اثر اور پر شور و شر آواز کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی۔ وہ انسان
اولاد کی تمنا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی۔ بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی۔ وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی۔ وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہوتے ہین
وہ عُمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین۔ شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ۔ اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو۔ اور حسن افزا غازہ۔ وہ نیک کار بندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت۔ وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلی عادت۔ شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل۔ جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل۔ ایک عالم کی مصیبت پر روتے کو فطرتی طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی۔ وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے قربان اور نثار ہی۔ ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی۔ وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے ایک قسم کی ہلکی پرہیزی۔ ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری مین انسداد دزدی کی منادی۔ غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور قربان پزیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام بناتی ہی۔ دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی۔ بدنفس و بدعقل ساس نندون کی بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی۔ اپنے میکے والونکی خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی۔ محل مین بمحل حمل کے حمل کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی با وجود صحیح المزاج ہونے کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُرجنون تمنا مین بیسیون جاہلون کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی۔ میان کی بدمزاجیون کے کاکل پُرپیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ۔ روان خانہ جان خانہ اہل خانہ۔ وہ قیدی نواز جیل جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی۔ وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف جہاد ہی۔ وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مرکر نکلنے پر ناز وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسّم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری
اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس
بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے
کی انّاہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی۔ سوت کے
خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی
طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت بار
آب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے
مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسّی برس کی عمر تک ہشّاش
بشّاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق
تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیرمرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز
نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔
ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔
مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور
ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے نکلتے
بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پاؤن زمین مین دو دو گز گڑتے ہین
گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح
پھڑکتی ہے۔ غیرمرد کی چار چشمی کے تصور سے نوگرفتار جنگلی و بارگھوڑی
کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے
مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صفتون
کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی
نئو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔
شوہر کے دلی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرائینگ روم مین کھڑے کھڑے
ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
در چاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
بیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام
سوم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبّت وعنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے
کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی
طور سے پُر نور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرودار دُرِ شرافت
وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سلک
ازدواجی مین بہزار تمنّا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

چودھوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش۔ دلربا۔ اور دلفریب جڑی۔ میان سے سن مین دس ابیس برس بڑی۔ حلقۂ اغیار مین اکثر وقف جلوہ گری۔ لباس انسانی مین بے پر کی پری۔ وہ جادو جو سر چڑھ کر بولے۔ وہ زندہ ترازو جو اپنے پر فسون آنکھو نکے پلّون مین ہر انسان کو تولے۔ غنچۂ دل احباب کی کھلانے کی ہوا ے بہار۔ ایک انار۔۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی فنکار گاہ۔ نزاکت۔ دل ربی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ۔ مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار گل خوشبو۔ سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو۔ میان کی نہایت معتمد مشیر۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر۔ ہمدردی کی کان۔ محبت کی جان۔ میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان۔ ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا۔ ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا۔ میان کی سرتاج۔ ایک پنتھ اور ہزار کاج۔ ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر۔ میان کی افزایش عزو مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر۔ شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو۔ بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو۔ خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس۔ وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دلربا جاسوس۔ وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

اور تند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت ۔ کنبے کی رعایت ۔ مذہبی
حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے ۔ وہ حور وش ۔ تجربہ کار ۔
روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل ۔ ہمہ دان ۔ آزاد ۔ اور
وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بارتھپکیون
سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے ۔ وہ
مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار ۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز ۔ اور جسکی ہر
حرکت دلاویز ہے ۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان
جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے
بڑھکر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی ۔ مرض بد اقبالی اور نا قابلیت کی
صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین ۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی
کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین ۔ پانی نہین ۔ ہوا نہین ۔ وہ تریاق
جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود ۔ اور ظلم انگیز حکمت عملی کے
شیون خیز ۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کردے ۔ وہ آفت
کار پرکار ۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحہ سوسائٹی پر اپنی پر حکمت اور
سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کردے ۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت
کی مبارک فال ۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مہینہ کا
صحت بخش اور سامعہ نواز گلدستہ ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ و مس
ہا ون عقل کا کافوری دستہ ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور
سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار ۔ اور باعث ادبار میانکو بلی

کی ریل پیل مین توشۂ عفت ومحبت دہ آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص وسرود مین
اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب
پرتگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے
مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرفیشن سوسائٹی
مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شررِ ہزار اخگر در جگر ایک
آتش کا پرکالہ - بازار ونمین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے
میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی -
اماجان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی ناز برداری -
یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار
اطاعت وفرمان برداری مین سربسجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ
بہار گلستان - اور ہمیشہ سرسبز بارآور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی -
مسلکِ تہذیب کا بادی - اقلیم شایستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو
عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمندِ عقل وہوش کی جوانی کے لیئے مزود آ
مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق
معلّم - اور جانانِ شترِ بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے
مصیبت انگیز اور دائمی دلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی
مہذب اور خوشنما مشین مصنوعی آرائشون اور رنگ آمیزیون سے مجسّم
ارژنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون
کے پھنسانے کا پُرتکلف جال -

سلہ کل

نوچی

نایکا جی کے امید وبیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لنڈے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پر پرواز۔ بڑی بی کے
اڑگرے کی خوبصورت بریا پونی کی جوڑی۔ بازاری اگا۔گزاری کی کشتی
کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہائے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزاروں طرح کی ذلت ورسوائی کا پیام ہی
وہ چنچل جس کے کوتل میں شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا
پیالہ اپنے پر بلا حلقے کے رندوں کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق میں ہزاروں سوختہ
دلوں کو صورت پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے
دلوں کی کمزور گردنوں پر پل کے پل میں پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے دل دادوں کی طرف سے چشم زدن میں
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانوں کی ذلت
اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینوں کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کر سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانوں
کی نظر میں گھٹا دیا۔ تماش بینوں کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانوں کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے میں بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرس قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا
سم آلودہ ہی۔ وہ عزت وحمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار
ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال
سراسر جنون ہی۔ نائکاجی کا دل ربا آلۂ جفاکاری مشعل عفت سوز حرامکاری
حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے
لیے اُن کے اصول سے حلوان۔ نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر
امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ
شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو
دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی
کبھی چمکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔
روسیاہی کا ہوش ربا پلپا نچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ . . . . پرست نوجوان
کی ہٹیل گاری۔ نائکاجی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔
وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوان حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ
اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی
جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ
چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی باد بربادی سے اور زیادہ
سلگتے دیکھا۔ لچے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور سہ پارہ۔
واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیارہ۔ جفاکیش عیارہ۔ اور
صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل حرکت کا سیانا

اُن کے ذرس خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکا جی کی شکارگاہ کا چیتہ تماش بینون
کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمُ ساق پروری مین طاق
ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خودغرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی
غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زایدہ کسے و۔۔ کبسی۔ قرمساقونکی
دیدۂ امید کا بصیرت نوازکا جل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند
بےغیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نایکا تماش بینون کے کمزور شش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک
آرام واقبال وکامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی
دل شکنی اور ایذارسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے
دیدۂ امید وتمنا مین کھٹکنے والا نوک دار۔ شیطان کی خاص سواری کا شور پشت
کٹرا اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چارہ گوشۂ دنیا مین چڑھ کر
پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہدشکنی مکاری
اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ وتار دہوان دہار اور ادبار بارنجار۔
رندمشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنیوالا ازار۔ حکمت کا وہ
زندہ پورٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خودغرض
اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ سازاور خون بار چشمگون سے طرفۃ العین مین
سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے
آتشکدۂ آذر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر
بیٹھنے کے قبل تیمنا وتبرکا اوسیکا بدنام اور نافرجام نام بوم لیتا ہے۔

وہ نادر نادر جسکا خراج نا امید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا
خون ہی۔ وہ اژدر مردم در جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور[۱] جو قبر تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے ادھر اڑی نہین۔ وہ اصفہانی تیغ جہنم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین اتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت
جس نے بڑے بڑے کال پھنکیت اور ریٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پانی
کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی موثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل اور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نازہ آفرین کل جس مین رنڈیان
بنتی ترشتی اور ڈھلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامۂ دہر
جو . . . سیم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

---

[۱] ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی ۱۲۔

اور پیارے اپنی بہار دانش ہین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر لوٹنے کی عمدہ ترازو بھولی اور انیلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملا ہی وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرش سے جوان مردون اور آکاؤن کا کلیجا شل بید کے ہلا ہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ ہین بحساب تعداد کبھی گھٹی نہین۔ وہ بدچلن چنچل کمن سال اور بدخصال ... جس سے معلم الملکوت ایسے تیز تجربہ کار ادا شناس دم باز ادر زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول۔ شعرفا کے افسانۂ ذلت اور رسوائی کی شہرت دینے کا بڑا ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے توس کرنے کا فرانے پان۔ گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بادیۂ عشرت کا پرانا غول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال وڑانے اور لگانے کا مضبوط مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور دغاباز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس ہین نہ بارود ہی نہ دھوان ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرشور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی دواؤن کی قرابا دین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیرزادون کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے۔ وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین۔ وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی پینل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔ بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرمامیٹر[1] جس مین خطا نہین مریض درد والم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین وہ مغ جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھہ کی ایک گردش سے سیکڑون ہیان مجنون اور ہزارون فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کڑوڑون تبخانۂ بیداد بنائے وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر وجواہر جسکا دانہ ہی۔ عاشقون کے پہلو کا ایذارسان پھوڑا۔ شور پشت عیاشون کی ادب آموزی کا کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کہایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

---

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دواخانہ ۱۲

کشش اور کوشش سے دور دور سے روز تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ بڑی پیر
بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی
پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ
پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے
بڑھا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پر نور لیمپ ترم ساقون کے لشکر
نحوست پیکر کا محفوظ کیمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا
کفگیر۔ مجسم ریاست شکنی تعلقہ لااخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامۂ اعمال کا
شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے
بے غیرت دل کے فشار کے لیے نولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب
کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال دلدادون کی
جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ۔۔۔۔
گرو گھنٹال تماش بینون کی سزائے اعمال۔ خوانِ حسن کا سرپوش۔ جو نما
گندم فروش۔ ایک حکیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک بیباک بے رحم اور بے مروت
دلالہ۔ فرعون کی ماں شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا

مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر
باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی
کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار
اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیجا یا نہ سیماب وشی سے ہمسایگی

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلۂ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب
چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابا لوگون کے جھولنے اور سونے کا
محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر
ہر قدم پر دم بہ دم سایے کو بھڑکانے والی - غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ
گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کے خانسامانون
خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی - مصیبت نے وہ
عہدہ دارون کے اکثر برے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا
امرا اور عمالون سے ہر ہر پرب اور تیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی -
وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری ہے -
وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہے - وہ سامری
جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہے - وہ انسان جس کے
سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری
کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے - جسکی ادنی سی بے اعتنائی
اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہے - اپنے اوباش ناجنس
خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کر کے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے
بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت بار اور جگر و گار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی
پے در پے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر - اپنی رسائی کو
دوسرے کی نظر مین تیز کر کے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے
مختلف کمرون سے نہایت ایٹ ہوم ہو کر ایک ظاہری بے پردگی کی ادا سے

بار بار آنے جانے والی۔ ہر قدم پر ہزار طرح کی نو ایجاد اٹھکھیلیون سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی۔ ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طرازی میم صاحبہ کے منہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان درازی
ننھو کی اکلائی۔ یکرنگے کی گوٹ اور ریس کے لہنگے کی زیبائش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار۔
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزائش کی پالایش سے مسن
ملازمین کو بھی اور چپراسیون کو بھی۔ خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار۔ مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی۔ یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کرکے ہندوستان کے
خس وسفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی۔ صاحبان
عالی شان کی ترقی۔ رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کے واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ مستزاد ہے۔ وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزاد ہے۔ یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون و مطلعون پر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہے۔ ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے الجھا الجھا کر بار بار جھٹکتی

اور جھنکتی ہے۔ اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی۔ ہنٹو اور انگریزی بیرے
خصائل کی ایک سچی تصویر دورنگی اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کھو کھاکر کمانے والی۔ گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پھر لوٹکر
گھر کم آنے والی۔ اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے اعتنائی
کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی
اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی
کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے۔
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بہی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنادر
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کھلبلی مچانے والی۔ اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچھ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی۔ ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
ادا سے اپنا رعب جمانے پر جیسے ادہار کھایا ہے۔ ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارون کا ٹکٹ
لیجاکر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی۔ اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ واجبی انعام و اکرام پانے والی۔ اکثر اسویہ
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدہی۔ اکثر چالاک اور شریر
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولاری۔ بابا لوگون کی
ٹہیل گاڑی کی خوش رفتاری سے مخصوص طور پر ہندوستانی بابون کو

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم
دینے والی میمون کی خصلت کی اثر ریزی کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت
میمون سرشت مین بے تکلف وتکلیف قبول کرلینے والی - بیسیون ننگ
شگاف - الیسٹا ور ٹیلر کو ہوّا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہے
اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدہ خوش آیند
تان بہی اوڑاتی ہے - لفٹنٹ گورنر ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار
عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے
سیچ کر پلنے والی - لڑکین کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور
پرمصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی - وہ
ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہے - ایک دریس کے
لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہے - آیا آیا کی جان نواز
آواز انگلو انڈین کے بچون کے بچانے کا سبب پر اثر ہندوستانی باجا ہے -
ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی وآرام ومسرت سے ایک
ہندوستانی راجا ہے - وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی
مین ہوتی ہے - وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز
خیالات کو صاف کرکے ولایتی صابون سے دہوتی ہے - پیرانی کی کرامت کی
خوشبو میم صاحبون کے شامے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی - ولایتی
عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر اونکے اعتماد اور اعتقاد کی
کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیلات لانے لیجانیوالی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے بیم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی
ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور
درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین
اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی
تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔
ڈاگ کے دو ہزار سے لینڈو[سلہ] کے مخملی گدے پر نہایت شان و شوکت سے
دم سیر بیٹھکر جذبِ حرارتِ تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس
سیلون مین بیم صاحب سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانے پر مسکرا مسکرا کر
اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین
خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بچھر ہے
مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک
تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایہ کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت
اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔
گھر سے نکل کر نگر نگر پھرنے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور
سے تنے والی پنشن لیکر وقت مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حقہ پانی
گھلواتی ہی۔ تادم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کھاتی ہے
اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی
ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

سلہ ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک
زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے
درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین سبے پڑائی
اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز
اور پھکیت محرر کی تجربہ کار اور بیرکار درکنار الماسی نوک قلم کے کچو نیچون
سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی۔
ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین ممین
ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری برش
خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکھانے والی۔

یورپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ
و جدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی
کے نیچے کے جھولنے کا ہنڈولا۔ مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی
عداوت۔ اور پرشوکت دھمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کم زور کے دبانے کا ہتیار۔
باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار۔ مدبران یورپ کے دریائے عقل
کی بلند موج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے
شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانتی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ
کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجبور بیچارون
کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل
کرنے کی کھرل۔ کم زور کو زور آور اور زور آور کو کم زور بنانے کی

ولایتی گل - کمزور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹٹیی کے لیے دانہ نثار وا صرار۔ دلشکن وباؤ ناجائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سر جوش - شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پرانے مریض کے لیے نیا نیا پرسکرپشن[۱] - سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بلتہہ ہزار کا رج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی) مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کے قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹیر - وہ پالی جہان کا اصیل اور ٹٹیی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی کشتی کا مہذب اکہاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا ستگی حصار - ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ ونادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

[۱] نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔قومی دولت قومی عزت۔قومی قوت۔قومی لیاقت۔قومی فصاحت اور قومی شوکت کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڈ بابا۔خشک تحسین۔خشک سلام۔ خشک احسان۔وہ پائی ہے جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔وہ انعام جو سالی بھر دل و دماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔وہ پُر معنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت کی داد دی ہی۔وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و دماغ کی خبر لی ہی۔وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ بغیر کمخواب اور زربفت کے درست نہین ہوتا۔وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان سے نکلتے ہوے ٹال دے۔وہ تسخیر با تاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنا دے وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آپ مصفا سے ربڑ کے تکیے کی طرح پھُلا دے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک آن مین ہنسا دے۔

۱۵ ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوش کی صورت کا ۱۲

پولیسی (حکمت عملی) خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو مبالغے سے بیان کرنا۔ اپنے منھ میاں مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا۔ مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوئے گھر سے تاپنا۔

آنر (عزت) مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقار خانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگونکا دماغ معطر رہتا ہے۔

انٹرسٹ (حقوق) وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جیسے ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوئے ہین۔

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی
جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے
خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعہ اسناد یا شہادت
چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اُسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون
مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان
کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سے منتقل
کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا
ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس ۴۰ اور پچاس ۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔
قوی درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ
وزن قریب تین من کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے
ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم
غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما
آنکھین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوائے مرض موت
کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو
کسی قدر معمولی دوا ئین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو اتنادم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذیب اور فرحت بخش پالی مین بخوبی تھکادے۔ گھس پیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پذیر ہونے کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ بات ہی۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی۔ وہ یا اُس کے قرابت مند زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسب نامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھہ ملا دینا میرا ذمہ۔ اس کا تردد ہرگز نہ کرین خوش خوراک۔ خوش گپ (خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے ما سوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی پھلجھڑی ہی۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی۔ خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو۔ گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہوگی۔ اور سٹیمپ ایکٹ

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین
مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ
انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین
ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا)
کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل
وونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دہوئی جا سکتی ہی؟
یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو
پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ
درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین
اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے
اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمایشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو
نمائشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔
بے اقیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے
اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے

مشتہر اپنے مختصر حال سے ہی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا
موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین
ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمائشی بی بی کو لیکر
آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع
صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا
دور دورہ ہی اور میرا لگّا بہی گویا ایک طرح لگ چکا ہی فضل نیچر ہی کے سایے
مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا
ڈیوک بن جاؤن گا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے
شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمائشی
بیم صاحبہ کے لُبھانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے
کے لیے کم نہین ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر
۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔
۱۸۷۹ء ضلع کچہری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔
۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔
۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم
کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکہا ۱۸۸۵ء
کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین
خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج
کے عہدہ پر بہی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی
جانب سے گریوان کمیٹی کے ممبر بہی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکہنو
مین بعارضۂ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تہا۔
انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے
اعتبار سے اودہ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکہتے تہ
بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تہے اور واقعی اسم
بامسمی برق تہے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تہا۔ پہلا اُردو کا
مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکہا تہا۔ مرحوم کے بہتیجے بابو کرشن کمار
صاحب فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تہا تو بابو جوالا پرشاد لکہنو کی زبان
حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تہے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑہتا ہے
لکہنو مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربہون ناتہ ہجر منشی احمد علی
شوق سے ملاقات ہوئی اور اودہ پنچ مین لکہنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ منشی صاحب
موصوف ان معدودے چند لوگون مین تہے جنہون نے اپنی ابتدا سے اودہ پنچ کو پودہ کو سینچا

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ
کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ
مین اکثر شائع ہوئین مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا
ترجمہ ہے انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی
سلیس عبارت مین کیا ہے کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی
موجود ہے۔ بنگالی دلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ
ہین جنکی تصویر اردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی
زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین
کیا ہے اور اگر زندگی وفا کرتی تو انکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا
ترجمہ کر ڈالتے مگر ۱۹۰۵ع مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۱۰ع مین انکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا
علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم
بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین دونونکے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا
لکھا ہوا ہے جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف
تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہے
کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہے۔ زمانے کے ساتھ خیالات
بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور
ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑ کر فی زمانہ کس طرح سے بر آرہا ہے۔

مقفیٰ اور مسجّع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبہہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم　　کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جر اثقال و طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پہر کس برتے پر تتا پانی - لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بہی منعطف ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کی مذاق پر منحصر ہی - مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سوای آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کی مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے ادہر پنج کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائدار ہی کے ساتھہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی و مغربی خیالات باوجود اپنے ذاتی تباین کی نہایت خوبصورتی کی ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمایئنگے -

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی | کس ناز سے ہے بہار آتی
کم سن۔ الھڑ۔ حسین۔ انیلی | چوتھی کی دولھن نئی نویلی
بوٹا سا وہ قد بہار کے دن | اوٹھتی کوپل اوبھار کے دن
گہنا پھولون کا زیب تن کر | دھانی جوڑا اپنا پہن کر
گھونگٹ اک ناز سے نکالے | سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے
ہریالی بنی وطن مین آئی | اک سبز پری وطن مین آئی
اوتری گلشن مین جب سواری | سورج نے آرتی اوتاری
گل نے زر گل کیا نچھاور | صدقے ہوئی عندلیب اوڑ کر
شبنم بھر لائی کورے کورے | شربت سے گلاب کے سکورے
خورشید نے آئینہ دکھایا | کرنون نے مورچھل ہلایا
نہرین ہر پھر کے لائین پانی | سبزے نے بچھایا فرش دھانی
خوشیان اشجار نے منائین | میوون کی ڈالیان لگائین
غنچون نے چٹک کے لین بلائین | بلبل نے چہک کی دین دعائین
مرغان چمن نے گیت گائے | ہر رنگ کے زمزمے سنائے
چڑیون نے گا کے دل لبھایا | مورون نے ناچ کر رجھایا
بدلی پھولون نے اپنی وردی | اودی۔ زنگاری۔ لاجوردی
بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی | کوئل نے یہ پھیر دی منادی
معشوقۂ گلعذار آئی | آئی آئی بہار آئی

سن گن جو ہین فصل گل کی پائی
سردی گھبرائی سٹ پٹائی
گردش سے دنون کے بی خطر تھی
مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن
اوتر کو کسک چلی دبے پاؤن
رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا
گھر مٹ گیا جو بنا ہوا تھا
بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے
پالے پر اوس پڑ گئی ہے
کُہرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی
چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی
پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف
ہستی گھُل گھُل کے کھوتی ہی برف
رنگت ارض و سما کی بدلی
صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطراف جہان مین مچ گئی عید
پہونچا خطِ استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان
فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے
ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
پنچر کو شعاعین پالتی ہین
ہر جسم مین جان ڈالتی ہین
کرنون نے گڑہی جڑون مین گھُس کر
پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑون سے چڑھ کی پہونچین
دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو
رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزی - صندلی - گلابی
خاکی - عنّابی - سرخ - آبی
لاکھی - نارنجی - ارغوانی
طوسی - خشخاشی - آسمانی
کافوری - کاکریزی - لاہی
بادامی - سیاہ - زرد - کاہی
عبّاسی - پیازی - زعفرانی
ماشی - زنگاری - سبز - دھانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن — پر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے او سمین روشنی بھی — گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا او بہار کیون نہ بھائے — ہر فصل بہار کیون نہ بھائے
او آنکھون کو نور دینے والے — او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ تو ہی ڈہ ڈہایا — گلزارون مین تو ہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے — ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی — بخشی گلشن کو روح تازی
بادِ سحری چلی جو سن سن — اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا — ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین — کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا — پڑ مٹھکر پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین — پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے — دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درِجِ دہن سے نکلی — اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی — شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے — چُہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے — جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر — خوشبو سے جہان ہوا معطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا — خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے
بوڑھے بالے جوان نکلے

تاروں کی چھاؤں منہ اندھیرے
کھیتون مین پہونچ گئے سویرے

گوڑی جوتی زمین کمائی
نیچے کی زمین اوپر آئی

بو جوت کے بیڑیان لگائین
کچھ لوگون نے چرخیان لگائین

پُر سے پانی کسی نے کھینچا
بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا

برہا کوئی سنبھالتا ہے
نالی کوئی نکالتا ہے

ہل ہل کے دہاتنین ہین گاتی
کھُرپی لیے کھیت مین نراتی

کھیتی پہ نثار ہونے والے
وہ جوتنے والے بونے والے

فارغ ہوئے آج جوت بوکر
پلٹے گھر ہاتھ پاؤن دھوکر

پانی کھیتون مین بھر چکے وہ
جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ

اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد
اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد

آفت سے اوسے خدا بچائے
اُمید پہ پانی پھر نہ جائے

بیچین ہین سخت ہے تردد
ہر دم کمبخت ہے تردد

دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد
کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد

دل مین ہین یہ وسوسے سمائے
گروی گیہون مین لگ نہ جائے

پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد
پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد

پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے
گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے

بیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین
ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین

چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے
دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے — کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے
دل ٹوٹ گیا پھٹے جو بادل — جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل
پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد — سرسون نہ کبھی تو منہ ہوا زرد
خورشید حمل سے ہو ہویدا — نیچر مین کر امتزاج پیدا
برہم نہ مزاج آب و گل ہو — حدت کرنون کی معتدل ہو
بادل برسادے ابر نیسان — دانے موتی سے رولی دہقان
شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین — موتی سے بھرو دے بالیون مین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ — اودی اودی گھٹائین چھاؤ
گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ — اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ
دنیا کا رفیق تو ہے دہقان — عالم کا شفیق تو ہے دہقان
مفلس - قلاش - بھوکے محتاج — زردار - امیر - صاحب تاج
سب کا تو نے ہے پیٹ پالا — تیرا ہو جہان مین بول بالا
تیری فیاضیان ہین مشہور — کیونکر نہ ہو تجھپہ ہند مغرور
یارب برسادے ابر رحمت — لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت
نیت مین ہو پھل جناب باری — محنت ہو سوپھل جناب باری
ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا — شاخین پھولین پھلین خدایا
ہان جوش نمو بڑہے الٰہی — یہ بیل منڈہے چڑھے الٰہی
پودے جو نہال ہون تو بجاے — دہقان خوش حال ہون تو بجاے
اے ابر کنون بہ ہوش درآ — اے رحمت حق بہ جوش درآ
گاڑہی ہے کسان کی کمائی — باشد کہ بر و کرم نمائی

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا
آہون سے فلک کا دل پسیجا

نکلا تیزی سے مہر انور
حدّت سے بھڑک اوٹھا سمندر

کرنون کی ادھر بڑھی شرارت
پانی کی ادھر بڑھی حرارت

قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ
منہ پر غصے سے آگیا جھاگ

اک جوش مین آیا بحر ذخّار
دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار

چھایا بڑھکر فلک پہ مارا
چھانٹا دل کا بخار سارا

خورشید کو بادلون نے گھیرا
عالم مین چھا گیا اندھیرا

کرنون سے ہوا لطیف ہو کر
چلنے لگی بن کے باد صرصر

بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے
باتین کرتے ہوا سے بھاگے

میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ
کہسارون پہ چڑھ کے چھا گئے وہ

ٹکرائے پہاڑ سے کہین پر
جھلّا کے برس پڑے وہین پر

اونچی نیچی پہاڑیون پر
دھارین گرتی ہین لڑکھڑا کر

چشمے کہین زور کر رہے ہین
نالے کہین شور کر رہے ہین

نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین
لہرین موجین اوڑا رہی ہین

سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ
پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ

تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی
گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی

سبزے کا پہاڑ پہ یہ انداز
جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز

گھاٹی پھولون سے رشک گلزار
دانتی پہ درخت سلسلہ وار

معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس
ہر پھول مین ہے دولھن کی بو باس

بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر
بندھن واری بندھی ہے در پر

چرتے ہین ہرن پرے جمائے
پھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے

مستی ہین کلیلین کر رہے ہین
سیدان ہین طرارے بھر رہے ہین

کھوہون ہین چھپے ہوئے ہین زہاد
دنیا بھولی ہوئی خدا یاد

چپ بیٹھے ہین دہونیان رمائے
اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پھل
جنگل ہین منارہے ہین منگل

پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت
تنہائی ہین کرتے ہین عبادت

صانع کی دیکھتے ہین صنعت
اللہ کی دیکھتے ہین قدرت

ہر شئے سے عیان ہی نور اوسکا
ہر رنگ ہین ہے ظہور اوسکا

افلاک وزمین ۔ نجوم وحیوان
دہات اور نبات جن وانسان

جھیلین ۔ دریا ۔ پہاڑ ۔ چشمے
اوسکی قدرت کے ہین کرشمے

مرغان چمن سرود ہین گاؤ
توحید کے زمزمے سناؤ

ٹہرو پھر پھر کے ہو عبادت
جھرنو گر گر کے ہو عبادت

سر سجدے کو خم کرا و ثمر تو
جھک جاؤ شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اوٹھو تم
گلہائے چمن مہک اوٹھو تم

بلبل کی زبان پہ قال آئے
پتّی پتّی کو حال آئے

قدرت کے ہتھکھنڈے ہین نرالے
دیکھین آنکھون سے آنکھون والے

تازہ کیا جسم وجان کو اوسنے
سرسبز کیا جہان کو اوسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن
ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

رک رک کے نسیم چل رہی ہے
سبزے پہ ہوا اچھل رہی ہے

گیہون کے کھیت دھانی دھانی
تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھہ تو اودی
کچھہ سرمئی اور کچھہ کبودی

ٹیسو سے ہے لال لال جنگل
منہ پر ہے ملے گلال جنگل

آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین
شاخین آمون کی بور لائین

کوئل کوکی تو آئے بادل
سر پر گلشن کے چھائے بادل

اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے
نیچے پریون کا جمگھٹا ہے

شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی
زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی

سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو
نظرون مین فسون بیانین جادو

مستانی ادا نشیلی آنکھین
تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین

بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون
شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن

جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر
اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر

انداز سے آرہی ہے کوئی
منہ پھیر کے جارہی ہے کوئی

ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی
جوڑا پہنے ہوئے بسنتی

کوئی کرتی ہے چھیڑخانی
دکھلا کے کسیکو کچھہ نشانی

کوئی پڑی آہ کر رہی ہے
کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے

کلیان چن چن کے توڑتی ہین
آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین

کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین
مل مل کے بسنت گا رہی ہین

دنیا تو بہار سے ہے مسرور
ہے برق کا سوز دل بدستور

وان دشت و چمن ہرے ہوئے ہین
یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان　　طوق زرین ہمہ در گردن خر مے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظروں سے اوجھل ہو گیا یکایک بلائے آسمانی پھٹ پڑی۔ ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی۔

پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہو گیا۔ اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکے والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا۔ بچپن مین کیسی کیسی داشت کی۔ رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا۔ مگر دشمنوں کی نظر کھا گئی۔ سوتیلی ماں کے پالے پڑا۔ ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدوں کا خون ہو گیا۔

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ہوکہ بین　　آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہو اکیسی کچھ دل پر چوٹ لگی۔ رپن کا زمانہ۔ ہم تو خوشیاں مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا۔ مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھوں سے اُٹھا تو بھور ہو گیا۔ ان اینگلوانڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا۔ کمبخت ""کنکارڈٹ"" نے منحوس شکل دکھائی۔ سخن سازوں نے ملکہ معظمہ کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے۔ پیارے رپن کو مجبور کیا۔ وہ بھی بُرے پھنسے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقار خانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے۔

جاکر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا　　بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے   حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کر دم دھڑم بجا دیا
ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہی، پیارے رہن کو ہم کیا کرین۔

بیش بالای تو نازم چہ لیصلیح وچہ بجنگ — کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ

اختیار رلا مگر برائے نام۔ جوری کی پیخ بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے
پارلیمنٹ مین بھی اویلا ضرور رہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو پچھ کھوکے اتنو سیکھو۔
دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہی۔ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس
اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پہ چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے
تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچے
خیر خواہ سرکار ہین۔ مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی
کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر "دو کنکار ڈ ٹ" کے ایک ہی گولے نے اُنکا
صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے
وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم
بیچو بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔
جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعۃً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین
سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل
مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر - چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی - اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچھہ لکھون - ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۸۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی - تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی - مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہو گیا - ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکہہ کے تہی ۱۸۸۲ء مین ۱۰۶ لاکہہ ہو گئی - اور ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکھہ - باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تھی - جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابھی حقیت کی چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا - آخر اسکی وجہ کیا - انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچہرے اوڑائے - غریب رعایا کو دباتے رہے - ادھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کہلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی - اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی - اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی - غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین - الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہو کر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین - اب وہ زمانہ لد گیا - جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

کام انجام دیتا تھا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورایکزکیٹو شاخون مین علٰحدگی ممکن نہ تھی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تھا۔ عذر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور اکزیکٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکھین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تھا کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجھاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے اکزکیٹو انتظام کے نگران تھے۔ مگر اب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

ابتو ڈھنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتھہ پیر پھیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہو گیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجھنے لگی۔ ادس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان و دیوانی علٰحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچھہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تھا کہ اس انتظام کے ساتھہ عدالت جوڈیشل کمشنر بھی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔ اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی
اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمہ قانون دا انصاف ہونا چاہیے
یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ
بطور بنچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑ دی جاوے
اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین۔ وہ لکھتا ہی
کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا
انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین
دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ
ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑ وہ بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔
پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔
اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا۔ کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو
جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایاے اودھ
لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔
در انصاف کا بند کر لینا ہے۔ پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری
بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست
ونابود ہو جائے۔ ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا — پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اگزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا۔

تو تعلقداران اودھ کچھ کن منائے تھے۔ مگر اب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے ہزارون کے دلون مین آرزوؤن کا خون ہو گیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہی۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہمین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی سے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلائے یا کچھ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بہی تو کچھ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد وامثال نہین ؎

کوچہ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے　　　خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ آودھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے دمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپچ۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی موہنہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگ ٹٹ دوڑائے۔ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ بہلا عشق بازاری۔ عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یائے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا۔ اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ بھئی رنڈی کے پان یُون نت

کیا کھا جائین۔ لٹّو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض چیتھڑے چھُڑانا مشکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھُلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . نے وہ خاطر داریان کین کہ واللہ ہے بندۂ بے زر بنا لیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے۔ دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہو گیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا۔

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھُر گھُر گھُر گھُر بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف سے

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے ۔۔۔ پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اُگالدان پسند۔
آناً فاناً گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان ہین کہ امیدوار بودہ بد انند یا آگی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ ڈنڈے باز آدھمکے۔ اے ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کا نٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین پچھتاتے۔ اپنا سا مُنھ لیے ٹپّے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا عشق ازدواجی۔ اسکی مزے کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین۔ سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی حقیقت سنئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کے لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر یون ہی بن دیکھی بھالی عقد کر لیا۔ اور دونون مین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان جور و اجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلی کچھ دنون امتحان لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور اسپر اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق۔

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزہ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ~

جنون پسند مجھے چھانون ہی ببولون کی — عجب بہار ہی اِن زرد زرد پہولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بھر امواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بھرا ہوا طرارے بھر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا- تو ہوا اور جہان- گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ~

دیکھکر ٹھنڈک تبو نکی سر دھری بہول جاے — دل گرفتہ ہنس پڑے یان غنچہ آئی پہولجاے

جی گھبرایا اور کھٹ سے نکل کھڑے ہوئے- چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تھی- آپ جانیے رنڈیان معجون وافع خفقان پہر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے- گلرویون کی بہار- پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی منہ سے نکلتا ہے ~

قدے چو سرو و رخے ہمچو ارغوان داری — مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بہئی کوئی بتاؤ تو- آج ہم ہین کہان- آپ مین تو ہین نہین- ورنہ یہ تہذیب زمانہ- تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پہرتی ہی- ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی- سو مانگے جا پہنچے

ترس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی۔ بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین۔ بات کرتے سیکڑون بوٹ۔ بھلا ہم ان خیالون کے آدمی۔ چوک کے گرد پھٹکتا کیسا۔ وہان ہئی کیا۔ وہی خشک بانکے۔ جو آپی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین۔ اور خشک بانکے نہ سہی۔ جنہین خدا نے دیا ہو وہی کیا ہین۔ عقل کے پورے خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے۔ نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دھرواکے آینہ　　لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھاکے۔ بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو مسطر بناکے۔ دولتیانے ہین چیتھڑون سے بیزار ع

نازکی کہتی ہے یہ بارگران دور رہے

غرقی کافی ہے باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا۔ انگرکھا ہو تو شربتی یا ململ کا۔ ٹوپی ہو تو چار انگل کی۔ برسات کے دن۔ جو کہین بادل خان بہر بہرا کے برس پڑے۔ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لو لو ہے لو لو) سچ بولین اُن کے دشمن۔ کوئی پشتہا پشت مین نہین بولا۔ سپوت ہین۔ کچھ کپوت تو ہین نہین۔ جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین۔ نماز کا نام لو تو کان پکڑین۔ نہ پڑھی نہ قضا ہوئی۔ فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا۔ بھولا ایسے جہان صحبت گرم ہوئی۔ دمبازون نے چھینٹے دیے۔ لگے دہکا دہک چانڈ واڑانے لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا۔ وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے۔ کنجوس تو ہین نہین۔ جو حساب کتاب دیکھین بھالین۔ اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازموں کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیروں کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بیفکروں کا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یار چلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچھ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی
کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ اجی ورہ ڈاڑھی
تو آپ نے بھی بڑھا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمہارا کچھ قصور نہین۔ لیکن جو تمہارے مان باپ ملتی
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمہین پہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقہ تعلیم خراب۔
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اللّے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا ع
پیٹو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل
یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا داغ کاہے کو جائیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اسی مین دبکے رہتے ہین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین۔ اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو ؎
جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح
بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پٹڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچوں بیچ کے درمیانمین نئے مہذب تگڈا جمع۔ تینوں مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جوسنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار نبگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے راٹ آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہہ خہہ خہہ خہہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میاں ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو آقا نون قانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوٹا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاسے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہوں سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلوں۔

نئے مہذب۔ کھوب۔ اُدھر کہاں درد ہی لاؤ ہم منڈا اسے جھاڑ دے۔

گوری بی بی - دل ہمارا ابرش ٹوٹ گیا۔

نئے مہذب - ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔

کالی بی بی - اری میان ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے تو مجھ نجنتی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگادو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی۔

نئے مہذب - مت بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا - تو ہم بالور کو بلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا۔

گوری بی بی - دل ہمارا پینے کا پورٹ نہین رہا - اب ہم پٹے گیا - تمہارا لہو۔

نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی - بالکل نہین جانتا کہانساماں بڑا ناٹی - ہمکو خبر نہ گیا۔ برطرف - ہم آپ جا کے ابھی لاتا ہی۔

کالی بی بی - تو ہمارے لیئے تھوڑی سنگی لیتے آنا۔

نئے مہذب - پاگل - تم اپنا منھ کالا کرنا مانگتا ہی۔

گوری بی بی - یہ سایا کھراب گیا - ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔

نئے مہذب - کون بڑا بات ہی - ایمان بیچ کے روپیہ آپکی کیواسطے جمع کیا ہی۔

کالی بی بی - مین صدقے جاؤن - ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔

نئے مہذب - ہش - تم دیسی آدمی وہ مثل بھول گیا - یہ منہ اور چار جنگی لاسا۔

گوری بی بی - آج برانڈی پی کے ہم کباب کھاے گا۔

نئے مہذب - اور ہم بھی تو۔

کالی بی بی - میرا بھی جی چٹپٹاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن۔

نئے مہذب - تم کھائے بڑے کی جان (خداوہ دن کرے)

(۱) چل او نصرت شمشاد بہت اتراکر   بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھاکر

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔
پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی ہین ان بیچدار باتون کو کچھ نہین
سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو
ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی بین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے چکر نہین دے سکتا
کہ ہر ذرہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون
کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر
رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا
کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید
اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر
مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی
اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے
صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی
اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا
اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبائی نہ مال چھین لیا یا خدا اب
مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی
کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب
کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا-ح ازالہ آباد۔

ضرورت لکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظرون مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہوجاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

ازبہر پند و وعظ تلاشی تھے جابجا ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر الفاق کار جو رستے مین ملگیا سید سے آج حضرت واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جابجا ترے حال تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہوگا حال کیا تو لاشریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا سمجھا ہے تونے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لاالٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈینٹ جج رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہیج ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر شیطان نے دکھا کی جمال عروس دہر

بندہ بنادیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت سُست آج — سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج

جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج — اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج

راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر — کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر

سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر — افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بے خبر

کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سُناؤنگا بیخطر — گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر

بتلایئے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر — لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر

گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی — بیتاب و بیقرار شدہ سوے او روی

پیشِ مکان چو آئی بیقینم کہ غش شوی — وہ آب و تاب و رونقِ ایوان خسروی

جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون سب نقیب — خود ملکۂ معظمہ ٹھلائے جب قریب

عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مری رقیب — سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب

ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی — ٹیک اِٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی

بتلایئے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی — دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی

کم سن مِسون سے ذکر ہو اُلفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے　　گر کوئی مس پلائے تو پہرتے بہی پیجیے
جی چاہے جس جگہ پہ وہان پہر گہومیے　　آزادیٔ بتانِ پریوش کو دیکہیے

بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکہون اُنکی یہ طاقت مجہے نہین　　وہ مس کہ جس سے آنکہہ چُراتی ہو حورعین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین　　نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین

عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بہر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین　　بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اول تو عذر ہوتا ہی اس حال مین نہین　　رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بتِ حسین

ول مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتہون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام　　اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظرون سے کرتی ہو جب کلام　　اُسوقت جہک کے قبلہ کرون آپکو سلام

پہر نام ہی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے　　اوڑ جائین ہوش آپکے یہ بہی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے　　پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندہے

سودا جناب کو بہی ہو ٹڑکی کلاہ کا

غش بہی ہون بیٹہے بزم مین اور ڈہلتی ہو شراب　　اک مس ہو چودہ سال کی بہلو مین بے حجاب
اُسوقت نیجیے آپ تو البتہ ہی حساب　　مسجد مین یونتو بیٹہ کے ممبر پہ ای جناب

سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا　　ا-ح- از الہ آباد

سرما بگذشت واین دلِ زارہمان
گرما بگذشت واین دلِ زارہمان
القصّہ تمام سرد وگرم عالم
برما بگذشت واین دلِ زارہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجردانِ خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور اودہر طبیعت خود بخود دریائے ضعت اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پیٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈورکھنچا۔
گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پھیلا تنگ اور چُست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور . . . . مین بخیہ و رفو بنوایا۔ ریکیسون کے

یہان بدریان کہلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حماموں کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کہتیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پہرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے۔ پٹیاریان ہین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔

حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی

........کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی روسے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہی انہین سے مطرد غرباے بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وافسوس مین ان دونونکا پلہ برابر کیسیکی راتین بے روئی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش دربر با آنکہ دو چشم انتظارش بردر

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بہاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین قدم بہر چل سکین۔ صاحب لوگ باانہمہ جفاکشی سایہ مین چھُپنے لگے

اب آتش لباس سے دل بھر ٹھنڈہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی - روسا اور امرا دن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر۔ عظیم اللہ خانی مداریے پہولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم۔ آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن۔ تفریح طبع کے لیئے ہر مونیم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین۔ لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین - کہین تماد ری سوار گنجیفہ کا شغل - کہین پچیسی کا چرچہ چیت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈہی ادپچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان - اور رات کو خالی چار پائی در تنہا مکان - ایک قطعہ کسی پُرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہے ہر چند محاورۂ حال کے خلاف ہے مگر میرے حسب حال ہے **قطعہ**

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے — کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی — نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے

چند روز مین یہ بھی پر جوش موسم آخر ہوا۔ اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکہلایا۔ ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا۔ ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا۔ ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندوون کے

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایکدن بسم اللہ
کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دہڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئی حی من الماء
کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہوگئے
سبزۂ نورستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑہ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ
گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہوگئے رنگین مزاجون سے
کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی بنتے سنورتے
تھوڑا سا دن باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہوکر جاڈٹے
شوقین غربا بھی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین
ساقنون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیون کا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا
لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور واقعہ مضمون قابل دید و شنید ہوتا ہے
فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دہومن صاحب کی دہوم دہام ہے
اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس ہے۔ جہان انہون نے
جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جھولا ڈالو باغ مین)
تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زہرہ صفین پھاڑ پھاڑکر
قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دہومن کی صدائے
دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورو تبر نائے رزمی کے سننے
سے ہو۔ سر و گردن بے قابو اعضائے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا ولولہ
اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمنائے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے
مجبور۔ اگر اوسوقت بی دہومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہوجائے

اور لکھنؤ کے بانکے گبھڑیون سے توپخانہ چھین لین۔ اور چھڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی
کرالین۔ اور رہیر جوارین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بھادون
برسا رکھا ہی۔ اور تعریفون کی بوچھار لوہے کے پل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔
یا اگر حضرت سلطان عالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔
چندہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہو گئی نہ اہل مال رہی
اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچھ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بھئی واللہ سچ
کہتے ہو مین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ
اسی آواز کا سُریلہ پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)

الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تھا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ
غریب الدیار بھی علحدہ چپ کھڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھہ رہے تھے۔
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چھڑون کی جھنکار کان مین
آ گئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جھکا کے گھاس کھانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے	یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت دماغ

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنے نماز پنجگانہ
کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا!
دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر آرد شیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ
کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا۔ اس طول عمل مین کیا
مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین۔ اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی
آنت سے کم نہین۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل اور سارے زمانہ کے
وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے
کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلے دار پتنگ کی طرح جو
بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب
کی محفل مین داخل ہوگئے۔ وہان بھی کوکب اقبال کی رہنموئی نے دُمدار
ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی۔ بیت بحثی۔ شعر خوانی۔
رقعہ بازی۔ گالی گلوج۔ ہورہی ہی۔ لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند
چھریان رِیتے جاتے ہین۔ اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے
بکرے کی طرح لگے بڑرانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم تو کیا
اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے۔ وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا
یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی۔ جی چاہے تو آپ بھی
سماعت فرمایئے۔

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازارکسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ نزدیر گرفتار۔ زخود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال رخ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بیرکوٹ و پتلون۔ بدن شُستہ ز صابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ دلی بندۂ شیطان۔ نہ ہند و نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو دہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت گلے فوق۔ گہے استاد و شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر دیتی۔ گہ چاء و گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ۔ گہے شیری و گہے رم۔ گہے بگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ گشتہ حرص و ہوا را۔

گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا گشتہ ای ملعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ شیشۂ ننگ شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہِ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ یکی گمرہ مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر خدا را۔

گفتہ عدوئے ناموس۔ بر و ڈام بگ لوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سور کالمتالا۔ من صاحب لو کیم۔ فدائے بسر میم صاحب پلپلی نام بجہان شہرۂ عام۔ در موزم تو چہ دانی کہ نا قابل آئی۔ بزنم تھپڑ و ٹھوکر ایٹو گڈام اپر سشکم روے شما را۔

گفتم اے صاحب اوصاف سزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بہ آئینہ در پیش مشوطائر اقبال۔ مزن صفت بہ دہ بال۔ بجوز بسکٹ و ہم کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو پیرو حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بھیا جی بنارسی

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سر نمی ماند ہمیشہ کوٹ و جاکٹ زینت ڈریس بر نمی ماند
زمانہ بر یکی آئین اسے نیچر نمے ماند عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند

براندی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند چنین بید و چرٹ در دست و لب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[1] بر سر نمی ماند عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ پر زر نمی ماند عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خر دسریٹ میدان تا کجا تازی ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزین در بدن تا کی چنین پتلون گوسازی عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی لباس جاکٹ و پتلون بی کھٹکہ چنین پوشی
براے نج کردن این رسم لندن تا کجا کوشی عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را با سپیچ زبون تا کے بسر مزمن نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کے عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[1] فز بمعنی کلاہ ٹرکی۔

خوری تا چند مرغ سر بریده با ہمہ غیبت　　حرامی را تمامی از دلیل خویش چون جلت

خردمی نالد ای نیچر برین عقل و برین ہمت　　عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود تربے لیڈری ابوسیدن　　بوقت گیند کرکٹ بید چھڑک بیتاب گردیدن

چو قرآن و حدیثہای نیچری انجیل را دیدن　　عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر اینہ درا کہ ہست آن خالق بیچون　　کیونکر چون بکا یک فتنہ بیسا ز غرغون غون

بترس از داور دارا و توبہ کن ازین اکنون　　عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی - چلو ہٹو - مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی -

میان - این خیر تو ہے - یہ آج تمکو کیا ہو گیا -

بی بی - ہو گا تمکو یا تمہارے ہوتوں سوتوں کو - مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہو گا -

میان - باتین تو زمستون کی سی کرتی ہو -

بی بی - جی ہان - بس منہ نہ کھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپی اشرفی سے پاٹ دیا ہے -

میان - پھر اسمین بھی کچھ شک ہی - تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے -

بی بی - اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے - موئی خیر نہ برکت - ادھر روپیہ آیا چٹر پٹر مین اُڑ گیا - مین کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہون -

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزارون حساب بتا دون
ابھی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود
قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پہر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا
مکان لے دیا - ابھی نادرہ کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیے - رقیہ
کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار
اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک
بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -
بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ
میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کھاتہ سُنانے -
یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے
چونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی
ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون
کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا
کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور رلا کلام
(چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ
تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اُلٹے تللے
بے فکریان کسپر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح
اس عمر مین یون بگڑے - نا بابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین مین تو
رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

(اب تو میان سے نہ رہا گیا کفن پھاڑ کے بولے)

میان - یہ یہ یہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پھر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچھ جھوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کر کے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین -

میان - بہلا کچھ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے بہی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑھاتی ہو - ابہی بتا چلون گی تو جھوٹے جھوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹھانے لگو گے - مفت مین گنہگار ہونگی - بھرے گھر مین تم کو کلام اللہ اوٹھاتے تامل ہوتا نہین خدا کرے ان جھوٹی قسمون کا مظلمہ اونہین حرامزادیون کی جان پر پڑے - میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹھاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بہی جولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب گھاتین معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی اجب خدمتگار سے پوچھوایا تمہارے سرکار کہان گئے تھے - صاحب کمیٹی گئے تھے - اب جو پوچھوا دیمین ہوتا کیا ہی تو نمک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جانا ہوا بی چندا کے بہی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا - یہ بند ہی بات ہی - جب کبہی تم مردار کمیٹی مین گئے ہو اُسکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے بی چندا کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہے سرکار کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چہوٹے بھیا آئے تھے مجھے کچھہ یاد آگیا - پوچھہ بیٹی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب ہین دست وقلم ہے - چھہ مہینے کا ال اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہو رہا - لاکھہ پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی - کہ یہ کچھ نہین - دس بیس موئے سے لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شفتل چندا مُردار ہی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بہئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار بات خوب نکالی - پہر اب کیا ہوگا - ہمنے تو چندہ سے نکاح کر لیا -

بی بی - میرے ٹہینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار - لیکن بندی کو تو اب اس گہر مین بائین ہاتھ کا کہانا حرام ہی یہ بچے آپ کو مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بھر کو بہت ہی -

میان - کچھ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا تمہارا بہائی تو ہی احمق - وہ بھکوا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین

بی بی - پہر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین - اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تہا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بہر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی - معاذ اللہ کی پناہ ہے - اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بہی کوئی بڑی بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سردست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات ‍‍ ‍ دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی - بنیا بنیا سُنتے جان عذاب مین ہوگئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

عطا فرما۔ جو میری خوبیون پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین
میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر
پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا۔
ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی
نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول
اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار
بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے
ہین۔ رشک ہی اور جلن۔ میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے
یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون ومکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو
تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی
خوبیان بھی تیرے شریر بندے بُرائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین
عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہی۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو
دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا
مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا
شدائد مین مستقل مین رہا۔ ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی
تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے
قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان
چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا
پھر کچھہ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد۔
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو بیٹھتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین
اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے توراضی ہے
تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سلیہ ہین
پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہے۔
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہے۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین
لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہے۔ پھر کیونکر
ممکن ہے کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلھاڑی مارون۔ مجھے
نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہے۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہے۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا وہی
چاہتا ہے جو مصلحت وقت ہے مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہے۔
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی۔ بس
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہے۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجہی اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ ع
بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن
زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گوئ ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہی
اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کر کے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکہون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجہا۔ دوڑ دہوپ مین میری تمام
چربی پگہل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان و
مال پر آبنی مگر مین نے کچہہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کہو بیٹہا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش کے
خودمطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے۔ بے ایمان اور بدطینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن وطعن
مجہے ملے۔ مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کہو بیٹہا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب و صبر
رخصت ہوگئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی۔
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجہے جگہہ دے۔ کہ تیری صفات
نامحدود کا آلہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی۔

اور زیست مین یہ امر محال - تو [۵]

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے   آلہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا - اور راے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا - کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کرون - اور نہین تو ان دریدہ دہن آزاد بندون کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین -

جنگ سوڈان

زبد عنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا — کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا

زبد حالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا — چو در چاہِ ذلالت سر فرو بردند جاہلہا

ازین زحمت بسی بنجیدہ دل گشتند کاملہا — بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا — کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید — کہ لرزہ بر تنِ او قوتِ مہدی بیفزاید

چو مہدی مردمانِ ہمرکاب خویش بگراید — مجال این ہیچکس را نیست ورا روی بنماید

بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید — مخنث گشت فوجِ مصر شرمم اورا نمی آید

تغافل شرطِ ہمت نیست انگلش را ہمین باید — کہ از رعبِ جلال خویش مہدی را بشرماید [۵]

۵ چہ خوش شعر ہے

بوی نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
زتاب جعد مسکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصر سی جہٹ پٹ خبر بد — پڑی اک دہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین شد و مد — کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
کسیتے یون کہا ڈرکر خرابی لائیگی بے حد — کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد — چلی پہر فوج یون ہلکر کہ کانپی جس سے دام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بی غم — جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر ناگہین مہدی کا آیا دم — لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہوگیا وان فتح کا سالم — کہ وہ سمجہی ہوئے تہا جنگ کا عربی کی پیچ و خم
تغافل ہوگیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم — یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہردم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہوکر مرا گہائل — ہوا نامردمی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچہہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل — یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل — ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہگیا وان دل
ہوا امداد کا ہرچند انگلستان سی سائل — بنا لاچار تو رو کر سنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل — کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

پڑتیا گارڈن تہا وان مثالِ طائرِ بے پر — گرا ٹریلون نے لندن مین چلائی یان نے بان ہر
ہر اک کی زق زق و بق بق سے برٹش پہ پڑے تہہ — کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چر گئی ڈانگر
اگر جسیدم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر — روانہ ولسلی کو کر دیا پہر ہار کر آخر
دکہایا ولسلی نے وان اگرچہ جا کے کر و فر — نہ بگڑا گارڈن کا کام انسے چہپ سکا بہتر

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بد نامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ — فرا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ
بہلا جسمین ہو کچہہ تیر اکراوسکی جستجو حافظ — زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہے تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ — کوئی تدبیر مہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سے بدلا چلکے لو حافظ — کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی از و غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

انکم ٹکس اور میان بیوی

بیوی - ب - میان - م

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچھہ دال مین کالا ضرور ہی -

م - نہین جی تم خدا واسطی کو بدگمان ہوتی ہو - سُنا نہین ٹکس کی دہول پڑنیوالی ہی -

ب - اوئی! کیا بلا ہی!! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے - یہ مردؤن پر کیسا؟ بس مین سمجھی - کوئی تمہاری چہیتی ہو گی - اوسپر ٹکس بندہا ہوگا - جب ہی تو تلوون سے لگی ہی - چلو ہٹو بہی مجھسے نہ بولو -

م - این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو؟ - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹھکانی نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سونجھے گی - تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار - وہ مثل نہین سُنی "آ ؤ پڑوسن لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی - اور نہ پڑھائی لکھائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی کمبخت سب پر بندھا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑی پیچھے دو روپیہ سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہو گیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -

ب - یہ تو تم جانگلؤن کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجھی - قانون پاس ہو گیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے - ذری آنکھین دیکھون - کچھہ پی کے تو نہین آئے ہو - ا - ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین - وہ بہی (تم کہتے ہو)
سوئی نیچے درجے کی ہی - روز جو دو ایک ملے اونسے گہر کا دہندا ہی نہین چلتا
ٹکس گیا چوطے بہاڑ ہین - اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو - جب کوئی آئے گا
ماما کہدیگی نہین ہین - جب دہڑکا نہ رہے تب نکلنا - بلا سے دس
بیس دن گہنا پاتا بیچکر بسر کرینگے -
م - اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو - گرفتار ہون ؟ ہتکڑیان
پہنون ؟ یہ انگریزی ہے انگریزی !
ب - تو تمہارا شوق آپ ہی چرّایا ہی - جاؤ - جلدی جاؤ - میری اور چار
اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے - بی پڑوسن سنتی ہو - یہ مجہو سٹرن بناتے
ہین - تمہین خدا لگتی کہو - مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا بُرے کو - انکے پاؤن
مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی - ہو نہو کہین آنکہہ
مٹکن کی ٹہرائی ہے - تمہین میری جان کی قسم - اپنی چیچ بندر کہنا نہین
اچھا نہین - جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے - برتن باسن سب بیچ باچ کے
موئے ٹکس کے چوطے مین جہونک آؤ - آپ ہی مونگ مانگتے پہروگے -
بلا سے کلیجے مین ٹہنڈک پڑجائے - ان بچون کو بہی وہین دے آؤ -
سرکار پال پوس لے گی - ایک ڈولی دو کہار لادو - میرے ٹہینگے مین
گیا یہ گہر - مین اپنے میکے جاتی ہون -
م - بہئی واللہ مجہسے ناحق لڑتی ہو - وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین - آنکہ
مٹکن کا نام نہ لو - آنکہین پہوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکہا بھی ہو

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔!۔

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دھول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ہی؟

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر انہین کچھہ نہ کھلے گا۔ یون سوٹائی کی چلپون اور ہی۔ مین ایک جھنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کہا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لا تو ہی نہین جو اونکو چھوڑکے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آ پکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو مہہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس سے بچن تو چہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا گلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

م - چپ چپ سرکاری چپراسی ہی - واللہ ہے جا کے کچھ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی - تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھہ ہوتی ہین -

ب - اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے - زنجیر چڑھا دینا - موا چلا آیا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھر اکے کنوئین مین پھاند پڑی - نہ جانے دونگی - دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی - مین کچھہ نہین سنتی - ای بہری سی مجھپر جن چڑھا ہی - تم ہلے اور مین نے لتے لیے - موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی - نا بس چپ سن ہٹیی رہو - (مُنہ پر ہاتھہ رکھہ کے) بولے اور ستم ہوا -

م - مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا - اور یہ جرم ہی بڑا جرم ہے - !! آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا - تم اُلٹی سمجھو - نہ سیدھی کیا نکدم کرد کھا ہے -

ب - اچھا ذری جھروکے سے دیکھون - چپراسی ہوتا کیسا ہی ؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی - ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھے ہی - اوئی یہ تو تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی - اے خدا بچائے - تمہاری جان سے دور پار - جیسے موا جلاد آیا ہی - اچھا جاؤ - امام ضامن کی ضامنی - میرا کلیجہ دھڑکنے لگا - دیکھو ناہدن مین تھہ تھری پڑی ہی - خدا کے لیے جلد آنا - میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی - پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا - کیا تم کوئی خونی ہو - اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی - کہین یون بھی اُٹھو - آتے ہین - میان کچہری کو گئے - اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس ۲۰ روپیہ ٹکس باندھا گیا - مُنہ جھلائے گھر کو آئے -

ب - ای مین صدقے - تم صحیح سلامت آئے - کہو کیا ہوا ؟ -

م - ہوا کیا بیس ۲۰ روپیے ٹکس کے بندھ گئے -

ب۔ (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹوا آئے۔ یہ مٹھی بھر رقم کس نگوڑے کے گہر سے آئیگی۔ تم وہان گونگی کیون ہو گئے تھے۔ پھوٹے منہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصے سے) اب تم جا کے چلا آؤ۔ کہون کس سے۔ جب کوئی سنے بھی۔ وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین۔ اونپر چالیس لادوپے اس اندھیر کا کہین ٹھکانا ہی۔

ب۔ تو ہونا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کھانے پر جھاڑو پھیرو۔ ایک ہی وقت کھانا۔ پھر یہ بچے کاہے کو مانین گے۔ روئین گے بلکین گے۔ ماما موقوف گھر مین جھاڑو۔ ہم تم دے لینگے۔ تم برتن دھو دہا کے رکھہ دیا کرنا۔ مین کھانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سلف تمہین لادینا۔ ٹٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ ننھہ کا بھی ٹھکانا نہین۔ آخر قبول کیونکر آئے۔ تم تو دو روپے سیکڑا کہتے تہے۔ یہ کیا اندھیر ہوا۔ سو پر دو۔ دو سو پر چار۔ تین سو پر چھہ چار سو پر آٹھہ۔ پانچسو پر دس۔ ہزار پر بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار تو آنکھون نہین دیکھی ہین۔ اب بولتے نہین منہ مین گھنگنیان بھرے بیٹھے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے بڑا قون کی گڈی مین آگ لگا دی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون منہ پھیلائے ہے جیسے مچھلی کے تاک مین بگلا۔ وہان رقمین کٹتی ہین۔ مین

سو د و سو گنانے کو کس بھکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھر بار تمھین دیکھو۔ مین خبر بھی نہ لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھے اور کیا کہون۔ مجھہ نبختی کے جنم کو تمھین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی قھرڈہانے کو تیّار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کے گھر مین آئے دن ماتم کا سامان ہو گیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا

سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹپّی سے عالم اوسپر ہے اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلاے وہ دغا کا

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پھر اتروان ہتکھنڈ ونکی حضرت زمانے پر کھل گئی حقیقت
یہ بوڑھے غمزے دکھا کے کب تک بھروگے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین وایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ - گڈ مارننگ - واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲- اگست ۱۸۸۴ع مین طبع فرمائی ہے کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرو گھنٹال اوچھل پڑے ہونگے۔

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچھ کام وام تو تھا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کر ڈالین - تمہین واللہ نہ کہیے گا کیا مصرعہ لگاے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وھو ہذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تاکا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوے پاس ہی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون جاکٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بھی بنا کے دو چار دھر لے جیبین

جوکوئی کچھ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھر لے جیبین
جو دیکھے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سرخ ٹوپی
نہی جی بھیجو کی وہ زنبیلین بغل مین کتا وہ سرخ ٹوپی
چرٹ دھوان دہار تھوک منہ مین سیاہ پھندنا وہ سرخ ٹوپی
سفید داڑھی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپر اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکھا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے چٹکلے اور اوسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پرفن نئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
ہین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑھی ہوئی ہی تمھاری تیزی تمھاری جودت

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھہ فطانت
پرا بتو ان ہتکنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا
بچاے آفت سے اوسکی خالق لگای تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو؟ واہ رے مین۔ اور پہر واہ رے مین۔ مصرعے لگائیے تو یون۔ حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہول جاتی۔ ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین۔ اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر۔ اور حافظ جی کی قسمت۔ لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون۔ بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی۔ سٹر سٹر زٹر زٹر۔

وہو ہذا

چو حسن ہند رفتہ راہے کرد دردلہا ز حکم زار آخر روسیان بستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
بہ عزم زار نا واقف فغان از چرخ می آید دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

جدش پیٹرز مرقد بار بار از نوحہ فرماید بہ بوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بعد حسرت ز کابل زار راہ ہند میجوید کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید
امیر از دنش شہ داد و گفت و روی از اشک میشوید بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم ہمہ گفتند کین آہیست سخت داخرب پر غم
کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خاوف شد داخل غریق بحر غم گردید و بیخ شد با ہوا نازل
دبیتا بی کیسو روس رخ آورد و گفت از دل شب تاریک و بیم موج گرداب چنین حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

لمیشن نام بہ سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر بگو بشنو د این و آن بسے شد در میان کیسر
بہ فوت مطلبے زار از دل خود گفت کابی کافر ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد خدا لکھ مرو حافظ اگر حسن ادب داری بیا وارہ سر بد حافظ
نجات وعظ حضرت . . . را دایم شنو حافظ حضوری گر ہمیخواہی از و غافل مشو حافظ

متے ما تلق من تہوی ودع الدنیا و اہملہا

جس جس کو کہو ابھی چھڑا دین غم سے ہم غم سے زمانے میں ہین یا غم ہم سے
دعوی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا جی اوٹھتی ہے شاعری ہمارے دم سے

حیدرآباد دکن

جناب میر اودھو پنج حسین خانصاحب حضرت سوز وساز عرض ہی
بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس
طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون ۔
حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدرآباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اِس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا بتھاری کر ڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر انس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نامحروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمانین خاک مین ملینگی مگر پوچھ پچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہوگی خیر بھئی اچھا اتنو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجھر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر بلوچا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو پانی
نئی تہذیب کو عینکین ۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہی آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اٹھا جناب
میرانس صاحب چمک دمک سے اٹھے ؎

یوسن نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسر ا کیڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے ۔ پھر سے سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی پیترون کے بعد مرثیہ جو
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی اور بین ہی

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھا لی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
حضور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون
کے مولانا حافظ لگے منھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی بٹّیس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چپکے چپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
ردّیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی — چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی — کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار — اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پوربھئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار — آتی تھی ہر طرفسے صدا لبس ہیا بیار

چہرونپہ جھُرّیان تھین وہ پلکین اوڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ — اوپچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ بیبیون پہ ہی نگاہ — آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤں کو اور بگاڑیں یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الاماں ۔ بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
ٹھانے یہی کہ لوٹ لیں ہر شخص کا مکان ۔ پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہے روپیہ کہاں

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام ۔ سٹرکوں کا کس صفائی سے سینے کیا ہے کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام ۔ پروانہ لیکے ہو گئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہوں
پردہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے ۔ کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے ۔ (منجھا ہے کہ) وہ مرتے بلاسی پہ احباب بنگئے

چیرے ہیں ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہیں
جسوقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہیں

مجلس سے روز گڑھتے ہیں کیا کیا روائتیں ۔ ہر روز ہو رہی ہیں نرالی حکائتیں
کس کس طرح کی آتی نہیں ہیں شکائتیں ۔ کیا پیش جاے کرتے ہیں افسر عنائتیں

مفلسیں پھر ٹیپ سنیں
کہتے ہیں لوٹ لو تمھیں سب کچھ حلال ہے ۔ امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہے

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بآب وتاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مہتمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینہ کہ مٹ گئی سب جو تنکے کام محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑکوٹنسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام بابا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

جھپٹا جو ابر ایسا وہان ہیچ بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔
جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے۔

کہتا ہے

بوچھار تھی و مینہ کی وہ بوندین ٹپی ٹپی بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی (اور) امورکار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنئے۔

آیا مقابلے پہ کمین قحط نابکار کہنے لگا یہ ابر کہ سُن او جفا شعار

یہ جاسے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار　　کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابرنا مدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑگیا

(بیجاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی　　جھنکار اراہوار کو اور ایک ایڑ دی

تڑپا کے اسپ دھوکے سے ماری جو ہٹ کٹی　　بھٹا سا ہاتھ اڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس چُور ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا اتھی بلند وان　　بھاگے دبا کے دم جو تھی سردار قحط خان

کانون مین رکھ قلم کو اڑی ساری کاروان　　اپنے سے منھ لئے ہوئے گھر کو ہوی روان

کاوک جہرے سکے تھے بوکھل حواس سے تھے

مرنے سے قحط والی نعم کے اداس سے تھے

آگے نہین ہے تاب بیان بیچ چپ رہو　　اچھی نہین یہ آہ و فغان بیچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرتبہ ہان بیچ چپ رہو　　بس کرکے اس دعا کو یہان بیچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را
بلاے فرقتِ پردہ و صحبتِ پردا

یار سچ تو یہ ہے اوپچ ہی کیا چیز ہے۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سے وہ چہل پہل پھیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہہ اثر قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پیہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوکے اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین اور کمیشن بہی چل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکہیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجہے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹہکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آونگی۔ آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکہنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کیونکر صورت نکلتی ہی۔ آیا۔

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کئے جائینگے۔ بہرحال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونون ہیٹے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کرکے تھنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا۔ دیکھ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھ۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا مین نکال لون۔ جھٹ پٹ ہنڈا دھوڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی ماں آئی۔ اپن کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لا کر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان مین

وکیل نمبر ا۔ آج بھی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی۔ مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین۔

وکیل نمبر ۲۔ اپن کو تو فکر لگی ہی کہ عورت ہوشیار ہین مگر دیکھا تکو۔
وکیل نمبر ۱۔ ابجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ مین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہو گیا۔ آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہے
موکل۔ (گھبرا کر) ہو صاحب یہ باتان اچھی نکو۔ اسکی کچھ تدبیر کرنا۔
موکل نمبر ۱۔ تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی۔

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ۔ بعد غسل مصروف آرایش ہین۔
لیڈی کمشنر۔ ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھ دے اور دیکھ میرا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہو گیا ہی اور جوتے کی کلھیا مین پانی ڈالدے پان تو نے ابھی تک نہین دھوئے اچھا چکنی ڈلی اور الایچی ڈبیا مین رکھدے اور گاڑی پہنچنے کو کہہ دے۔ اور کھانا جلد لا۔ اے لو یہ تو بھول گئی تھی
ظہورن۔ (جی مین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام بتا دیتی ہین (ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبرا کر وزیرن کو پکارتی ہین)
"ارے ادھر آ کمبخت۔ خدا تجھے غارت کرے۔ کھانا لا۔ یہ تسلہ اور لوٹا درست کر زیر انداز بچھا۔ دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہے۔ مجھے جلدی مین اچھی طرح آئینہ مین نہین دکھائی دیتی"
وزیرن۔ ہو ایسا سیدھی جیسا ہنسیا۔
(ظہورن مسکراتی ہے)

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ مالزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکہ تو آکر تجھکو کیسا ٹھیک بناتی ہون

طوطورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جائیگا۔

(توشاک وغیرہ سے لیس ہو کر کمشنر صاحبہ بگہی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آئے)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکہ وہان گاڑدے کے پاس کاغذ ہین اوٹھالا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔ دوات مین روشنائی نہو گی۔ اور دیکہ آون اور گلوبند کاغذون پر لپیٹا ہے وہ وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت نہاؤن گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بھی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہو گئی دو بجے گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گذر گئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئیگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہو گئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہئیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہو گی تو ہملوگون کا نقصان ہو گا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہو کر آیا۔ وہان دیکھا پوستے بوتلی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے
لوگان نے سب خراب کئے بے مقدمہ الگ اپن کو چین نکو دیتے۔
اتنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔
وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔
خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین
وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہئے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین
کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) اپن کیا مین وکیلونکے سامنے آؤنگی او صاحب خوب ہوئی
وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔
کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انھونی بات ہی۔
وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بچہ ہوا کہ پردے ہی کے اندر
سب بچہ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔
خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔
وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔
خادمہ۔ تقصیر قانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بند و بست ہوا ہے
تم غارت گئے وکیلان۔ سب بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن بان
خاتون تینس برس وکالت کئے اپن کو ناواقف نکو بناؤ۔
کمشنر صاحبہ۔ صاحب بیٹے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکن
چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔
وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصّہ سے)
وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصّہ سے۔
کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔
وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔
کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی مین بازآئی۔ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دیناہی نامحرمون کے سامنے غضب خداکا پردہ کےواسطےتو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بےپردہ۔ مین جاتی ہون۔ بازآئی پیچھے پی ہزار نعمت کھائی۔
فریق۔ جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین توسہی غضب نہ کیجیے
کمشنر۔ غصّہ کیسا یہان آبرو بربنی ہے۔ لو صاحب مجھے . . . نے دہوکے مین بلایا مین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔
(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست)

ارکان نظام گورمنٹ

رکن نمبر ا۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ وبےپردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونھون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر ۲۔ ہان۔ پھراب کیابندوبست چاہیئے۔
رکن نمبر ۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بےپردہ ہوتی ہو۔
رکن نمبر ا۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر ۳۔ تو قاعدہ مین اصلاح ہو۔

رکن نمبر ۲۔ بھلا کون سی اصلاح۔

رکن نمبر ۴۔ اگر آپ میری رائے مانین تو ایک مختشم تجویز پیش کرون۔ اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہو جائینگی۔

رکن نمبر ۱۔ وہ فرمایئے۔

رکن نمبر ۴۔ عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجئے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کر سکتے ہین۔ علاوہ آسانی کے جدت بھی ہے غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے۔

(ڈراپ سین)
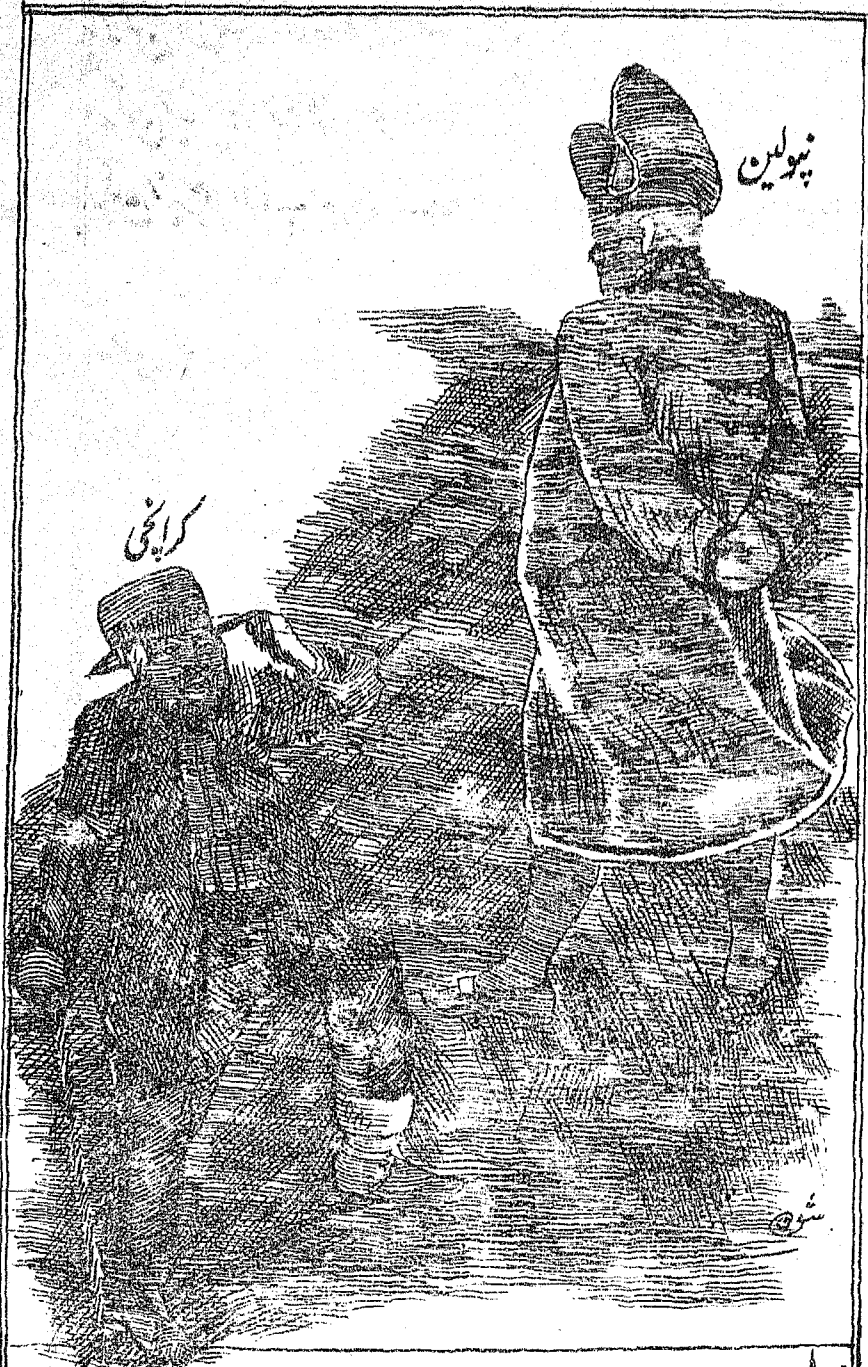
نپولین۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ؛ نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگادری۔ بساط تو بھئی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (دلٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابلی گھوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گھر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کرین کیا۔ مُہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا ٹھہ مارا اپنے رخ کے گھر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اُسی سے کابلی گھوڑے کو زد دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈنریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی روسی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلئے ہین مات موجود!

نوٹس

درخواست خریداری
کتاب بہ نام منیجر
ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ
آنی چاہیے